بسم الله الرحمن الرحيم

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Sunday January 17, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at four of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

أعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم ط بسم الله الرحمٰن الرحيم

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ
لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا
سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Sunday January 17, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at four of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

أعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم

قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ﴿٣١﴾
اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ
مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ
لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا
سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنسَانَ
لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾

ترجمہ: آپ میرے ان بندوں سے کہہ دیجئے جو ایمان رکھتے ہیں کہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ و علانیہ خرچ کرتے رہیں پیشتر اس سے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوستی (ہی) اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمانوں سے پانی اتارا پھر اس (پانی) سے (مختلف) پھل تمہارے لیے بطور رزق پیدا کیے اور تمہارے (نفع کے) لیے کشتی کو (اپنی قدرت کا) مسخر کر دیا تاکہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلے اور تمہارے (نفع کے) لئے دریاؤں کو (اپنی قدرت کا) مسخر کر دیا اور تمہارے (نفع کے) لیے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت کا) مسخر کر دیا جو دوام رکھنے والے ہیں اور تمہارے (نفع کے) لیے رات اور دن کو (اپنی قدرت کا) مسخر کر دیا اور تم کو ہر اس چیز میں سے دیا جو تم نے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں شمار نہ کر پاؤ گے۔ بیشک انسان بڑا ہی نا انصاف ہے بڑا ہی نا شکرا ہے۔

(سورہ ابراہیم ۳۱ تا ۳۴)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین :- جزاک اللہ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رخصت کی درخواستیں ۔ جناب سید عباس شاہ نے نجی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۱۷ جنوری کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے ۔۔۔۔۔

سید عباس شاہ :- میں حاضر ہوں سر ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے Application withdrawn اختر نواز خان کے ایک قریبی عزیز وفات پا گئے ہیں اس لیے انہوں نے ایوان سے ۱۷ تا ۲۱ جنوری رخصت کی درخواست کی ہے کیا ایوان ان کی درخواست منظور کرتا ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : پوائنٹ آف آرڈر جناب!

جناب چیئرمین : جی فرمایئے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہو گا کہ ہمارے اس ایوان کے معزز رکن جناب جہانگیر شاہ جوگیزئی کے بھائی، وزیر صحت صوبہ بلوچستان وفات پا چکے ہیں سید فخر امام کی والدہ بھی وفات پا چکی ہیں ۔ آج کے اخبار میں آیا ہے کہ ۴۵ افراد بس ۔ ایک حادثے میں دریائے جہلم میں گر کر وفات پا چکے ہیں تو اس سلسلے میں اس ایوان سے التماس ہے کہ ان سب حضرات کی مغفرت کے لیے دعا کی جائے ۔

جناب چیئرمین : مجھے آپ سے مکمل اتفاق ہے ۔ میرے خیال
میں سب کے لیے دعا کرتے ہیں آپ ہی دعا فرمائیں ۔
(جناب عبدالرحیم میر دادخیل نے دعا کی

جناب چیئرمین : خدا ان سب کو غریق رحمت کرے ۔ تحریک
استحقاق نمبر ۱۲ جاوید جبار صاحب کی ہے ۔

PRIVILEGE MOTIONS

Mr. Javed Jabbar : Sir, I don't have a copy of that.

Mr. Chairman : You don't have a copy. If you want to move it on some other day we can post pone it.

Mr. Javed Jabbar : No Sir, I mean let me just have a look whether it is a matter about the Federal Land Commission?

Mr. Chairman : No, it is one the decision taken on the Muslim League Parliamentary party regarding allocation of development funds for schemes submitted by the members. It carries serial No. 12. We have another one No. 13, but since this was ready for..........

Mr. Javed Jabbar : Is that mine, Sir? So you can take No. 13, if there is some delay on this. I can take it up in the next sitting.

Mr. Chairman : Then we will take up No. 13 first, Professor Khurshid Sahib.

(i)*RE* : INADEQUATE REPRESENTATION OF THE SENATE IN THE PARLIAMENTARY DELEGATIONS

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین !
میں یہ موشن پہلے پڑھ کر سنا دوں ۔

Under Section 53 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, I would like to give notice for the following privilege motion :

"In view of the fact that Senate is the Upper House of the Parliament and that one-third of the expenses incurred in connection with international parliamentary delegations are borne by the Senate, it was expected that in all International Parliamentary Delegations the representation of Senate would be one-third. The facts of the case, however, are to the contrary. In the 75th IPU Conference (April 1986) at Mexico, 9 Members participated, of whom only two were from the Senate and when one of the Senators fell ill the replacement was sent from the National Assembly. In the 76th IPU Conference (October 1986) there were 10 Members, of whom only two were Senators. The 77th IPU Conference (April 1987) delegation consisted of 9 persons, of whom only two were Senators. In the 78th IPU Conference (November 1987) 10 members were sent, of whom only two were Senators. The Parliamentary Delegation to Democratic Republic of Korea (August 1986) consisted of 9 members of whom there were two Senators but the Senate Secretary was sent as its Secretary. The Parliamentary Delegation to Jordan (July 1986) had 8 members of whom only one was Senator. In the Parlimentary Delegation to Poland (September 1987) 8 members participated of whom only two were Senators. The Parliamentary Delegation to Japan (September 1987) had 9 members of whom only one was Senator. Of the four delegations to the IPU only once Senate Secretary was sent as Secretary to the delegation. Excepting two delegations i.e. Parliamentary Delegation to Korea (August 1986) and Parliamentary Delegation to Poland (September 1987), Senate has remained grossly under-represented. This I beg to submit constitutes a violation of the privilege of the Senate which should be represented properly in all parliamentary delegation whether to international parliamentary conferences or country delegations. I understand the same has been the situation in respect of participation by members of the Parliament to the United Nations. I, therefore, sumbit that the Privileges Committee should consider this violation and suggest appropriate action to rectify this situation".

Thank you. If it is opposed, then, I will make further submissions.

Mr. Wasim Sajjed : Opposed, Sir.

Mr. Chairman : It is being opposed

پروفیسر خورشید احمد: یہ حسرت ہی رہے گی کہ کبھی وزیر عدل اپنی "نہ" سے ہٹ کر کوئی بات کریں۔

جناب چیئرمین: ذہ انصاف کا منشاء ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: یہی تو مسئلہ ہے کہ انصاف کہاں ہے جناب والا! اس تحریک استحقاق سے میرا مقصد یہ ہے کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوان جس تناسب سے بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کے نام پر مالی بار اٹھا رہے ہیں اسی تناسب سے ان کی نمائندگی بھی ہونی چاہیئے یہ مسئلہ کسی فرد کا نہیں ہے اور یہ مسئلہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کے درمیان بھی متنازعہ فیہ نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کچھ روایات ہیں جو ان کو " قائم کرنی چاہیئں اور چونکہ اس ملک میں ایک مدت تک پارلیمانی روایت معطل رہی ہے، اس لیے غالباً ہم اس سلسلے میں صحیح توازن قائم نہیں کر سکے ہیں اور صحیح مشینری نہیں بنا سکے ہیں۔ جب میں نے ان سارے اعداد و شمار کا مطالعہ کیا تو میں نے یہ بات محسوس کی کہ سینیٹ سے انٹر پارلیمنٹری یونین کے delegations میں ایک تہائی نمائندگی ضرور ہونی چاہیئے اسی طرح وہ delegations جو پارلیمنٹ کے مشترک delegation ہیں۔ ان میں ایک تہائی نمائندگی سینیٹ کی ہونی چاہیئے، اسی طرح سینیٹ سیکریٹریٹ کو بھی alternately use ہونا چاہیئے ایک مرتبہ قومی اسمبلی کا سیکرٹری، delegation کے سیکرٹری کی حیثیت سے جائے دوسری مرتبہ سینیٹ کا سیکرٹری جائے میں سمجھتا ہوں کہ اس

کام کو خوبصورتی سے کرنے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ سپیکر اور چیئرمین کے درمیان ایک Understanding ہونی چاہیئے اسی طریقے سے اسمبلی کے سیکرٹری اور سینیٹ کے سیکرٹری کی مشترک کمیٹی ہونی چاہیئے، اس وقت میرے علم کی حد تک صورت حال یہ ہے کہ یہ تمام کام by and large قومی اسمبلی کے ہاتھوں میں ہے، جب کہ یہ وہ چیز ہے جو کہ پارلیمنٹ کی مشترک ہے اور مشترک معاملات کے اندر فیصلہ کرنے کا نظام بھی مشترک ہونا چاہیئے اور نمائندگی کا ایک صحیح تناسب قائم ہونا چاہیئے یہ اس ملک میں پارلیمانی روایات کو پروان چڑھانے کے لیے بے حد ضروری ہے اس بنا پر میں نے اس موشن کے ذریعے آپ کی، حکومت کی توجہ اس مسئلے کی طرف مبذول کرائی ہے، یہ حکومت یا اپوزیشن کا مسئلہ نہیں ہے اور یہ نیشنل اسمبلی سینیٹ کا کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ بلکہ پارلیمنٹ کے مجموعی وقار کو کس طرح قائم کیا جائے اور بین الاقوامی نمائندگی میں ان دونوں سے کس طرح پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے تاکہ کسی کے ساتھ نہ صرف یہ کہ ناانصافی نہ ہو بلکہ ملک کی بہترین نمائندگی ان تمام فورمز میں کی جا سکے اور جیسا میں نے عرض کیا کہ اس کام کو کرنے کے لیے بھی کوئی ضابطہ، کوئی طریقہ بننا چاہیئے قومی اسمبلی کے سیکرٹری اور سینیٹ کے سیکرٹری کی مشترک کمیٹی ہو اور اسی طریقے سے چیئرمین اور سپیکر کی کمیٹی ہو۔ ان اداروں کے ذریعے آپ اس کام کو انجام دیجیئے اور اس طرح آپ اس ملک میں بھی جمہوریت کو پروان چڑھانے میں بہتر کردار ادا کر سکیں گے اور ملک کا زیادہ اچھا image باہر بن سکے گا، یہ ہیں وہ وجوہ جن کی بنا

پر میں نے آپ کی توجہ اس تحریک استحقاق کے ذریعے چند حقائق کی
طرف دلائی ہے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین :- شکریہ! جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar : First of all Mr. Chairman, it is necessary to emphasize that in supporting the privilege motion moved by my honourable colleague, one is not making any kind of complaint or supporting any complaint. One is raising a question of principle and it is a question of principle that exists not only in the imagination or the minds of people who may not be members of the ruling party but I believe it is a question of principle and privilege that is enshrined in the Constitution. The Constitution specifies the participation of the Senate in the Cabinet of Pakistan. It has not left to the discretion of an individual whim of the Leader of Government party to determine the representation of the Senate at the highest level of policy making. From that basic principle, Sir, follows the fact that the Senate should be given due representation at all levels wherever Parliament is to be represented within the country and outside the country. This principle in the last 2½ years and now almost three years regrettable has been consistently denied and neglected.

In fact, Sir, I believe that it also reflects most unfortunately another trait that is becoming apparent in this elected Government which claims to be an elected Government and which can justifiably say that it has overseen the withdrawal of Martial Law, but whereas fortunately no violance has been practised upon those who do not belong to the ruling party. There is clearly apparent a tendency to dislike dissent not only within Parliament but also outside Parliament. There are numerous instances, which I shall not burden the memory or the knowledge of this House with, where I know from personal example and personal experience that people who do not belong to the ruling party have been denied certain basic courtesies, privileges and opportunities. The only reason that I at least have never raised a question of personal privilege in Parliament is because I do not wish the concept of privilege to misunderstood as it is deliberately misunderstood in certain segments of the public. Privilege, to my mind, relates to institutional privilege and here we have a case where the Senate which though indirectly elected, nevertheless, has an inherent right to represented at all appropriate forums. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you.Mr. Wasim Sajjad.

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Chairman, Sir, the privileges of Parliament are those privileges which are granted to Members in order that they may be able to perform their duties in Parliament without let or hinderance. This has throughout been the concept of privileges of Members of Parliament i.e. that there are certain right conferred upon them so that there is no hinderance in the performance of their duties as Members of parliament in parliament. The question of parliamentary delegation is not any thing which hinders the performance of functions in Parliament. Parliamentary delegations are formed from time to time. They cannot by any stretch of imagination be extended to include the functions which a Parliament performs normally as party of the duties conferred by the Constitution.

Secondly, Sir, you must have noticed that the honourable Senator recounted certain events starting from April, 1986, and mentioned these various instances from time to time to justity his point of view that Senate has not been adequately represented in the various delegation.

First of all, Sir, this is hit by the principle that this has not been raised at the earliest opportunity. Secondly, Sir, these are various instances and it is not one specific instance which has been made the subject matter of the privilege motion.

Then, Sir, I would like to point out that as far as delegations are concerned, these delegations sometimes are exclusively Senate delegations and sometimes they are exclusively National Assembly delegations. There are some delegations where there are both the members of the National Assembly and the members of Senate. There is no principle that I can see anywhere which says that in constituting a parliamentary delegation regard must necessarily be had to have equal number of members from both Houses In fact, there could be a parlimentary delegation where we may have a majority of the Senators and a minority of the National Assembly members. This is a decision which is taken from time to time by the persons constituting the delegation - it could be the Speaker of the National Assembly, it could be the Chairman of the Senate, it could be the Government, they constitute it from time to time.

To the extent, Sir, that the honourable Senator wanted to draw attention to the fact that there should be more concern, more stress laid on greater participation of the Senate, we shall try and do that. I am sure, you will also try to ensure that we can give more representation wherever possible to the Senate. But, Sir, I wuould respectfully submit that as far as the Rules of Procedure of this House are concerned, it would not constitute a breach of privilege, as the motion has been made before this House.

جناب چیئرمین : جناب پروفیسر خورشید صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں وزیر عدل کے آخری جملے کے لیے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ راج ہٹ سے ہٹ کر کے کم از کم اس بات پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ میں اس کے لیے ان کا ممنون ہوں لیکن میرا فرض ہے کہ جہاں تک حقائق ہیں وہ آپ کے سامنے رکھ دوں ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پریولجز کا کوئی قانون اس ملک میں موجود نہیں ہے اور پریولجز کا معاملہ دنیا کی دوسری پارلیمنٹس میں بھی خاصا vague اور flexible ہے Vague اور flexible ہونے کے جہاں کچھ نقصانات ہیں وہاں کچھ فوائد بھی ہیں اور ان فوائد میں ایک فائدہ یہ ہے کہ کچھ ایسے میدان اور کچھ ایسے موضوعات جو اگرچہ بہت واضح نہ ہوں لیکن جہاں یہ ایوان یا پریولجز کمیٹی میں جناب چیئرمین! یہ محسوس کر کے کہ گو قانون کے الفاظ تو اس معاملے کو cover نہیں کرتے لیکن spirit ضرور اسے cover کرتی ہے اور جہاں لکھا ہوا قانون نہ ہو وہاں ان چیزوں پر بھی غور ہو سکتا ہے اور اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں اور اس سے پہلے میں نے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروائی ہے ۔ پریولجز کو پارلیمنٹری تاریخ کے کئی مؤرخین نے ایک evolving subject قرار دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ۳۰ ، ۳۵ ایریاز ایسے ہیں جہاں اس سے پہلے کوئی ایسی قانونی precedent موجود نہیں ہے لیکن پارلیمنٹ نے ضرورت کی مناسبت سے پریولجز کے تحت ان معاملات کو زیر غور رکھا ہے ۔

پہلی اور بڑی اہم بات میں یہ عرض کروں گا کہ پریولجز کے موضوع میں بڑی وسعت ہے اور ہمیں اس وسعت کو arbitrarily ختم نہیں کر دینا چاہیئے۔ دوسری بات وزیر عدل نے یہ فرمائی کہ پریولجز کا تعلق پارلیمنٹ میں ارکان کے حقوق سے ہے، مجھے اس بات سے اتفاق ہے لیکن یہ مکمل حقیقت نہیں ہے is part of the truth ایک پارلیمنٹیرین کے کچھ وظائف وہ ہیں جو پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر انجام دیئے جاتے ہیں لیکن ایک پارلیمنٹیرین کے بہت سے ایسے وظائف ہیں جو پارلیمنٹ ہاؤس میں وہ ادا نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر وہ اپنے حلقے میں کام کرتا ہے اگر اپنے حلقے میں کام کرنے میں اس پر کوئی ایسی پابندی لگائی جاتی ہے جہاں پبلک سے اس کے رابطہ کو مسدود کیا جائے گو پارلیمنٹ کے اندر یہ اس کے حق کی تلافی نہیں لیکن یہ بات بھی اس کے بریچ آف پریولج کے اندر آتی ہے۔ پارلیمنٹ کا ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ بین الاقوامی سطح پر کچھ کام انجام دیتی ہے اور اسی بنا پر تمام مہذب ممالک کی جو elected Parliaments ہیں وہ Inter Parliamentary Union کی ممبر ہوتی ہیں اور آپ کو یاد ہوگا کہ جب پاکستان میں مارشل لاء لگا ہے تو اس کی بنا پر پاکستان کو انٹر پارلیمنٹری یونین سے نکال دیا گیا اور جب یہ ایوان دوبارہ وجود میں آیا تو پھر ہم نے انٹر پارلیمنٹری یونین میں دوبارہ درخواست دی ہمیں اس کا رکن بنایا گیا اور اس کے بعد اس ایوان نے اور نیشنل اسمبلی نے اس کی ممبر شپ اختیار کی یہ بھی Parliamentary functions کی ادائیگی کا ایک مظہر ہے اس کا ایک پہلو ہے۔ یہ کہہ دینا کہ اس ایوان کے اندر جو

[Prof. Khurshid Ahmed]

کچھ ہو رہا ہے وہ تو پارلیمنٹ کا کام ہے لیکن ایوان کے باہر جو ہم پارلیمنٹری فرائض انجام دے رہے ہیں یہ اسکا حصہ نہیں ہے یہ درست نہیں ہے۔ جس وقت آپ کو Foreign Aid Bill کے بارے میں مشکلات درپیش آئیں تو آپ نے پارلیمنٹ کا ایک delegation بھیجا تا کہ وہ امریکہ جا کر وہاں کی پارلیمنٹ سے بات چیت کرے۔ اس کا مقصد وہاں کوئی سیرو تفریح کرنا نہیں تھا کوئی ایکسٹرا پارلیمنٹری کام نہیں تھا۔ بلکہ فی الحقیقت یہ بھی پارلیمنٹ کے فنکشنز کا ایک حصہ تھا میں یہ عرض کروں گا کہ پارلیمنٹ میں جو کام کیا جائے وہ بلاشبہ بنیادی کام ہے اور حقیقی پریویلج سے متعلق ہے لیکن اسی طرح پارلیمنٹ کے باہر بھی ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ان فنکشنز کو ادا کرنے کے لیے عوام کے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے ہم پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں۔ لہٰذا ملک کے اندر یا ملک سے باہر جو کام بھی کیا جائے اگر وہ اس دائرے میں آ رہا ہے تو اس کا تعلق بھی اسی طرح پارلیمانی کام سے ہے اور اس کے متعلق بھی وہی پریولجز لاگو ہوں گے۔

تیسری بات جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ صحیح ہے کہ اس معاملے میں کوئی بندھے ٹکے ضوابط نہیں ہیں کہ کب کتنے افراد جائیں اور کتنے افراد نہ جائیں اور جیسے میرے بھائی جاوید جبار نے کہا اور اس مسئلے کی خود میں نے بھی وضاحت کی تھی کہ نہ کوئی ہمارا پرسنل انٹرسٹ ہے نہ یہ مسئلہ سینٹ اور نیشنل اسمبلی کے درمیان کوئی متنازعہ ہے نہ یہ اپوزیشن اور گورنمنٹ کا

مسئلہ ہے یہ خالص پارلیمانی روایات کا مسئلہ ہے اور اس پر آپ اسی پہلو سے غور کریں اور رہی یہ بات کہ یہ continuing چیز ہے آج واقع نہیں ہوئی تو میں نے در اصل اس کو اس سیشن میں اس لیے اٹھایا کہ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ سینیٹ کے لیے تین سال کا پیریڈ ایک خاص پیریڈ ہوتا ہے اگر آپ ایسا کرتے کہ دو delegations میں نیشنل اسمبلی کے ممبر زیادہ تھے اور سینیٹ کے کم تھے تو دوسرے میں آپ نے سینیٹ کے زیادہ بھیج دیئے ہوتے اور نیشنل اسمبلی کے کم تو بحیثیت مجموعی ایک توازن قائم ہو گیا ہوتا تو شاید میں یہ موشن نہ لاتا لیکن میں نے ضروری سمجھا کہ اس سیشن میں جو آخری سیشن ہے پورے view کو سامنے رکھ کر کوئی بات کہی جا سکتی ہے اور اسی بنا پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہی سیشن وہ مناسب وقت تھا جس میں مکمل پکچر ہمارے سامنے آ سکتی تھی۔

آخری بات انہوں نے یہ فرمائی ہے کہ کچھ delegations ایسے ہوتے ہیں جو سینیٹ کے ہوتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو نیشنل اسمبلی کے ہوتے ہیں میں نے ان دونوں کو exclude کر دیا میری پریویلج موشن کا وہ موضوع نہیں ہے میں نے اپنی پریویلج موشن کو صرف ایک چیز تک محدود رکھا ہے جو مشترک پارلیمانی delegations تھے اعداد و شمار میں نے صرف ان کے دیئے ہیں یعنی جو انٹر پارلیمانی یونین کے تھے اور دوسرے وہ delegations جو مشترک پارلیمنٹ کے تھے۔ صرف سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے delegations delegation کو میں نے اس میں شامل نہیں کیا۔ رہی یو این او میں نمائندگی تو چونکہ میرے پاس اعداد و شمار نہیں تھے میں نے اس بات کو حتمی

انداز میں پیش نہیں کیا لیکن میری معلومات یہ ہیں کہ یو این او میں جو
پارلیمانی نمائندگی ہوتی ہے وہاں بھی صحیح طرح سینیٹ کا تناسب نہیں
رکھا گیا - اس بنا پر میں نے سب باتیں آپ کے سامنے رکھی ہیں
اور مجھے توقع ہے آپ اس پر اسی سپرٹ سے غور کریں گے جس
میں، میں نے یہ باتیں پیش کی ہیں -

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I just want to clarify it. At the outset of my submissions I had said that the privileges are those privileges which are granted to members to perform their functions in Parliament without let or hinderance. It is true Sir, that sometimes the members of Parliament, since they hold a representative capacity, undertake duties which do not belong to the members in Parliament as such but duties which may be conferred on any responsible sitizen or a person holding a representative office. I would not call that duty essentially a parliamentary duty. It is a duty conferred on a member of Parliament because of his status as such but does not necessarily pertain to the performance of functions of Parliament per se.

Secondly Sir, I had said that a breach of privilege takes place if there is a hinderance created in the performance of his duties. If let us say Sir, two members have been sent and the honourable Senator feels that three should have been sent; how does that constitute a hinderance in the performance of function by the Parliament. One can say if they were more, they would have been more effective or they could have organised themselves better but this does not mean that by sending two instead of three as he said, a hinderance has been created in the performance of functions by Parliament. So, Sir, I would respectfully submit that the point he made, I think, has been noticed by everybody but it does not constitute a breach of privilege of this honourable House.

Mr. Chairman : Thank you. Mr. Javed Jabbar. I thought, it was a relatively simple issue.

Mr. Javed Jabbar : Two points Mr. Chairman, on its admissibility. The Minister conveniently ignores the fact that from the very same book where he finds references to define privileges, they very same book states : "a House itself is the best arbiter of its own pri-

vilege". Therefore, the definition that he uses is not necessarily the binding one.

Mr. Chairman : If there is a privilege a recognized privilege.

Mr. Javed Jabbar : But the concept of privilege is constantly evolving in a state of flux.

Secondly, Sir consistent under representation of a legislature is an act of omission rather than creating a deliberate obstacle and consistent under representation would in itself constitute a breach of privilege.

Mr. Chairman : Right. I think, this issue needs to be looked at from three aspects. One is the situation with regard to traditions, conventions, rules and regulations quoted by the Minister for Justice. On that I must say that proportionate representation in parliamentary delegation is not one of the recognized parliamentary privileges. However, desirable and equitable it might otherwise be. The two other aspects are facts and the arithmetic of the whole issue, I think, none of the honourable members who have spoken on this has referred to the arithmetic of this whole exercise.

On facts, first the motion refers to eight delegations. I have collected the individual names and also the number of members either of the Senate or the Assembly who went abroad on these delegations and participated in these delegations. The total number of members who participated in these delegations were 19 Senators and 48 M.N.As. The number of Senators who were approved but who could not for various reasons accompany the delegation, they come to five. If your are interested in knowing the names or the number in an individual delegation also, I can give them to you. This is upto Professor Khurshid if he wants those. But I think, very briefly, let me also complete that exercise. In the 75th IPU Conference, there were six MNAs and two Senators. In the 76th, there were seven MNAs and two Senators. In the 77th, there were six MNAs and two Senators. In the 78th, there were again six MNAs and two Senators. But then the disparity whatever existed earlier and I would comment on that whether there was in fact a disparity or no separately but that disparity was made up in the subsequent delegation. In the delegation to DPRK there were six MNAs and three Senators. One of our Senators, Syed Fazal Agha, for personal reasons could not go. The next one Parliamentary Delegation to Jordan which was also referred to, there were six MNAs and two Senators. Qazi Hussain Ahmed could not accompany the delegation due to personal reasons, that would had made three Senators.

[Mr. Chairman]

In the next one which is delegation to Poland, there were five MNAs and four Senators, again, Maulana Samiul Haq and Mumtaz Ahmad Khan could not accompany that delegation for personal reasons. In the last one, which went to Japan, there were six MNAs and two Senators - Mir Yousuf Ali Khan Magsi could not accompany the delegation for personal reasons. Now, if you include those also, who for personal reasons could not accompany the delegation I think, you would find that there is not much of a disparity.

Now with regard to the disparity that is to say an exercise in arithmetic and I have done that. The total number of Senators is 87 that of the National Assembly is 237. Now, on the basis of ratio proportion that would give you a ratio of 1 to 2.7 – 2.7 Members of Assembly and one Senator. Now, if you round up the decimal to the nearest the whole figure that makes a ratio of 1 to 3 – One Senator and 3 (three) MNAs. that is to say we have a one-fourth share and not one-third as claimed, in the delegations

Looking at it again, from a different point of view, the total membership of Parliament is 87 plus 237 making a total of 324. Now, on the average about 9 members of Parliament have gone abroad on these delegations. Now, if our share of the total number of Parliament is 87 over 324 then out of 9 we have a right or a share of 2.4. Again, if you round up the decimal to the nearest whole you would get only two Members. You can't send .4 of a member. So, this is the arithmetic of the whole thing.

Now, this is correct that traditionally, the Senate has been paying one-third of the total expenses but neither on the basis of the facts nor on the basis of the traditions or conventions, nor on the basis of arithmetic of the total exercise, the motion is justified, but as the Minister for Justice stated, I think, we have all taken a good note of it already. I must say that there is a . . . . have not constituted a formal committee as has been suggested that probably will help and I do intend to talk to the Speaker of the National Assembly about this but invariably wherever a delegation has gone and the initiative whether it is taken by the Speaker or it is taken by the Chairman, we consult each other and the delegations are formulated jointly. There is one thing more and that is that whatever the recommendations either of the Speaker of the Chairman, myself or of the two of us together may be it has to go to the Government because the ultimate decision is that of the Government. They release the funds and they authorize delegations to go abroad both from our foreign relations angle and otherwise, and there are some changes made at that stage. But the number is not still fixed

even on that we are consulted. So, I think, the motion is not admissible but for future, we would formalize or institutionalize this committee of the two Secretaries and they can decide on the numbers which should go from time to time. They can also suggest a composition and on the basis of this, the Speaker of the National Assembly and the Chairman of the Senate, they will consult each other and formulate future delegations.

Prof. Khurshid Ahmed

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت ممنون ہوں خاص طور پر جو آپ نے arithmetically اسکو deal کیا ہے۔ غالب کا ایک مصرعہ میرے ذہن میں آ رہا تھا، اگر بے ادبی نہ ہو، تو عرض کروں۔

بن گیا رقیب آخر، تھا جو راز داں اپنا

لیکن میں صرف دو باتیں اس ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بالکل درست ہے، یہی میرا بھی مقصد تھا۔ لیکن اگر arithmetic اتنا ہی اہم ہے تو پھر arithmetic کو ذرا کاسٹ پر بھی لگا لیں اور آئندہ سے سینیٹ جو ہے وہ ایک تہائی کی بجائے ایک چوتھائی expenses دیا کرے۔ اس سے ہمارے بجٹ پر خوشگوار اثرات پڑیں گے۔

جناب چیئرمین: اس کے متعلق بھی عرض کرتا ہوں کہ اس کے بارے میں بھی ہم نے سوچا تھا اور چونکہ جو tradition تھی اور میں اسے up-set نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے، وہ سب یسین خان وٹو کی جیب سے آتا ہے خواہ وہ اسمبلی کا ہے، خواہ وہ سینیٹ کا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ ہم سب کی جیب سے آتا ہے وہ قوم دیتی ہے۔

جناب چیئرمین : وہ قوم ہی دیتی ہے۔۔۔ یہی میں عرض کرتا ہوں۔۔۔۔ وہ نہ سینیٹ کا بجٹ ہے اور نہ ہی اسمبلی کا بجٹ ہے، وہ سب اس قوم کا بجٹ ہے، اور یہ اسی سے آتا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : یعنی اس پر بھی آپ کی کمیٹی غور کرے۔

جناب چیئرمین : یہ زیادہ مناسب نہیں ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : دوسری عرض یہ ہے کہ اگر کوئی سینیٹر اپنی ذاتی وجوہ کی بنا پر نہ جا سکے تو یہ فیصلہ اتنا پہلے ہونا چاہیئے کہ ان کی replacement آپ لے سکیں، آخر دوسرے ممبر موجود ہیں۔ ایسے تو نہیں ہے کہ اس سلسلے میں دوسرے لوگوں کو زحمت نہیں دی جا سکتی۔

جناب چیئرمین : یہ آپ کا ارشاد بجا ہے لیکن آخیر تک پتہ نہیں چلتا ہے کہ کون نہیں جا رہا ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوا ہے کہ delegation دو دنوں کے اندر جا رہا تھا اور یہ فیصلہ ہی نہیں ہو سکا کہ کس کس نے جانا ہے۔ اس طرح آخر وقت میں کوئی drop ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ ہم substitute suggest کریں تو اس بے چارے کو نہ پتہ ہوتا ہے کہ کہاں جانا ہے، کیا کرنا ہے، گرم کپڑے وہاں پہننے ہیں سرد کپڑے پہنتے ہیں۔ پاسپورٹ ہے یا نہیں ہے، ویزا ہے یا نہیں ہے۔ یہ آپ کا فرمانا بالکل بجا ہے کہ ان delegations کا خصوصاً جن کے متعلق پتہ ہو کہ انہوں نے کب جانا ہے

تو اس کے substitute کا ہر وقت فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

So, I think, the motion is ruled out.

بہر حال حساب کتاب ضروری ہے۔

Mr. Javed Jabbar : Sir, this privilege motion of mineNo. 12 do you want to take it up in the next sitting

Mr. Chairman : Well, this is up to you and to the House. If you want me, to answer, take it up today, Wasim are you ready for another one also.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, this should appropriately be handled by Mr. Iqbal Ahmad Khan.

Mr. Chairman : Mr. Iqbal Ahmad Khan – he is not here today.

Mr. Wasim Sajjad : Then Sir, I would request you to take it up in the next sitting.

Mr. Chairman : Alright. Then we can take it up in the next sitting.

مولانا کوثر نیازی : اگر آپ اجازت دیں تو میں زبانی طور پر ایک پریولج موشن پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : اصل میں قواعد کی کتاب میں جو کچھ پریولج موشن کے لیے لکھا ہوا ہے اس کے مطابق نوٹس دینا ضروری ہے۔

مولانا کوثر نیازی : اصل میں چیئرمین کی discretion پر ہے۔

جناب چیئرمین : اور وہ نوٹس بھی in writing ہونا چاہیئے۔

مولانا کوثر نیازی : اگر آپ چاہیں تو کسی بھی وقت اجازت دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : اس کا مطلب ایک یہ ہے کہ پریولیج موشن بجائے اس کے سب ایوان کو سنایا جائے، پہلے اگر مجھے اس کو دیکھنے کا موقع آپ فراہم فرما دیں تو . . . .

مولانا کوثر نیازی : وہ کوئی ایسی سخن گسترانہ بات نہیں ہو گی - وہ آپ سن لیں -

جناب چیئرمین : یہ تو پتہ نہیں ہوتا ہے کہ سخن گسترانہ ہے یا نہیں ہے -

مولانا کوثر نیازی : اگر ایک فقرہ بھی آپ کو کوئی ایسا نظر آئے تو آپ فوراً مجھے کہہ دیجئے -

جناب چیئرمین : اصل میں سخن گسترانہ بات ہمیشہ مقطع بن آتی ہے اور وہ جب آپ ختم کریں گے تو تبھی ہی پتہ چلے گا کہ سخن گسترانہ ہے یا نہیں -

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! یہ پریولیج موشن کا مقطع ہی ہے نا، یہ آخری پریولیج موشن ہے، اگر آپ اجازت دیں -

جناب چیئرمین : آپ فرما لیجئے - لیکن میں اتنا آپ سے عرض کر دوں کہ وہ جو تصور میری نظر میں پریولیج موشن کا ہے کہ کن قواعد کے تحت پریولیج موشن کی اجازت دی جاتی ہے اگر یہ آپ کی پریولیج موشن اس معیار کے مطابق نہ ہوئی تو میں آپ کو درمیان میں ہی ٹوک دوں گا -

مولانا کوثر نیازی :- بصد شوق آپ درمیان میں ہی ٹوک دیجئے گا -

ii) *RE* : DELAY IN TAKING UP ADJOURNMENT MOTIONS OF THE MOVER (MAULANA KAUSAR NIAZI)

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! بات یہ ہے کہ تحریک التوا کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ urgent public importance کی حامل ہونی چاہیئے اور اسی بنیاد پر آپ اس کی admissibility کا فیصلہ کرتے ہیں میری دو اجرنمنٹ موشنز ایک سال سے ایڈمٹ ہو چکی ہیں اب ظاہر ہے کہ ایک سال سے ان کی جو urgency ہے وہ نہیں رہی ۔ ایک سال تک بھی اسے take-up نہیں کیا گیا ۔ دو دفعہ اس سیشن کے اندر ایک ایڈجرنمنٹ موشن ایجنڈے پر آئی ۔ ایک دفعہ وہ اس لیے زیر بحث نہیں آ سکی کہ کوئی ڈنر تناول فرمایا جانا تھا ۔ دوسری دفعہ اس لیے زیر بحث نہیں آ سکی کہ گورنمنٹ بینچز نے اسی شام قومی اسمبلی کا اجلاس بھی رکھا ہوا تھا لہٰذا کہا گیا کہ باقی ایجنڈا بعد میں لیا جائے گا ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ urgent public importance کے جو مسائل ہیں ان کو tak-up کرنے کے بارے میں گورنمنٹ کا رویہ کیا ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک سال مسلسل ان تحاریک التوا پر بحث نہ کرنے سے واضح طور پر میری اور اس ایوان کی حق تلفی ہوئی ہے اور ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اگر میں اس کا زبانی جواب ہی دے دوں تو بہتر ہے اس میں نہ تو کسی کی حق تلفی ہوئی ہے اور نہ ہی اس sense میں پریولج موشن بنتی ہے مجھے یہ سب واقعات زبانی یاد ہیں چشمہ رائٹ بینک کینال کا معاملہ پہلے بھی ہم نے رکھا ہوا تھا اور اس کا اس ایوان نے فیصلہ کیا ہوا تھا کہ جب حکومت تیار ہو، قاضی صاحب تیار ہوں، تب اس پر بحث ہو گی ۔ ایک دو مواقع ایسے آئے

[Mr. Chairman]

کہ اپنے اپنے مقام پر "کبھی تم نہیں کبھی ہم نہیں" ایسے واقعات پیش آئے
یا اس موشن کا mover نہیں تھا یا متعلقہ منسٹر نہیں تھا۔

مولانا کوثر نیازی : تو جناب mover ہمیشہ موجود رہا ہے۔

جناب چیئرمین : بعض دفعہ موجود نہیں تھا۔ دوسری آپ کی موشن پی آئی اے کے کرایوں کے متعلق تھی۔ مجھے اب بھی زبانی یاد ہے۔ اس کے متعلق ایسے ہی ہوا کہ ایک دو مواقع پر mover ہی موجود نہ تھا۔ جہاں تک ہماری کوشش ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ سیشن چونکہ لمبا ہے اس میں کوشش کریں گے کہ یہ سب معاملات نپٹائے جا سکیں اور پچھلے جو اجلاس ہوئے ہیں وہ سات آٹھ یا دس ایام کے ہوتے ہیں، اور ان میں sitting and non-sitting days کا جھگڑا رہا ہے۔ ان ایام میں کسی بھی official business days میں اتنا ٹائم نہیں ملا کہ اس میں سے دو گھنٹے نکال کر آپ اس موشن پر بحث کر سکتے۔ اب کا جو سیشن ہے امید ہے کہ یہ کافی لمبا چلے گا انشاءاللہ! میرا یہ ارادہ ہے کہ سینٹ کی موجودہ تین سال کی life کے اختتام سے پہلے کوئی اسطرح کا pending مسئلہ باقی نہ رہے۔

Mr Javed Jabbar : Point of order Mr. Chairman.

Mr. Chairman : Yes please.

Mr. Javed Jabbar : Following on from what you just said, Mr. Chairman may I draw your attention to the fact as to what is likely to be the last session of the Senate. We are today on the 5th sitting and there is no sign of the Rules of Procedure on the Orders of the Day which is a very strange situation where so much effort has gone in, I believe 70 Rules have already been adopted.

Mr. Chairman :Sixty eight.

Mr. Javed Jabbar : Sixty eight, Sir, and what is the intent, therefore, of the treasury benches. I mean are we going to be left in the lurch? This is a very basic part.

Mr. Chairman : No, I think it is not entirely upto the treasury benches. If you so wish. one fourth of the membership can requisition a special session for that very purpose. I will be prepared to go to that extent.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, but in this I seek your intervention because you know that the people outside the ruling party do not number one fourth of the House, therefore, the treasury benches have a moral responsibility and it is a very major change in the Rules of Procedure, it is an improvement.

Mr. Chairman : This is one of the subjects definitely on my agenda — if you remember and if you recall I had referred to it in my opening address also and, *Insha Allah*, during the current session we would finish the Rules of Procedures also.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! آپ ہمارے فریق نہیں ہیں آپ تو سب کے چیئرمین ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم ہفتے میں صرف تین دن ملتے ہیں۔ حالانکہ ہم ہر روز مل سکتے ہیں کیونکہ کام بہت زیادہ ہے۔ جیسے کہ قواعد کا کام ہے جیسے کہ یہ ملتوی شدہ تحاریک التواء ہیں اور بہت سے مسائل ہیں . . . . .

جناب چیئرمین : مولانا صاحب ! ہم صرف تین دن ملتے ہیں بلکہ ۹ گھنٹے ملتے ہیں۔ جو کہ ایک دن کی بھی کارروائی نہیں ہے . . . .

مولانا کوثر نیازی : جناب اب آپ تو یہ آرڈر آف دی ڈے مرتب نہیں کرتے۔ یہ تو گورنمنٹ بینچز کی طرف سے مرتب کیا جاتا ہے۔ آخر کیوں یہ ایوان کے کام کو ملتوی رکھتے چلے آ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں ان کا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے جہاں تک ارادوں کا تعلق ہے

Wasim Sahib would you like to comment on this particularly on the Rules of Procedure ?

لیکن اس سے پہلے میں ایک تجویز کے بارے میں عرض کرتا ہوں آج صبح میں نے اپنے سیکرٹیریٹ سے بات کی ہے اور میرا اپنا یہ ارادہ تھا کہ جو . . . No. Sitting days ہیں ان میں سے اگر ہم رولز آف پروسیجر لے لیں بشرطیکہ آپ questions کو forego کریں۔ Questions ویسے بھی نہیں آ سکتے ہیں کیونکہ non-sitting days میں Ministeries or Divisions کو نوٹس ہی نہیں دیا گیا ہوتا۔ اور یہ پریویلج اور ایڈجرنمنٹ موشنز جو دو دنوں کا کام ہے۔ وہ دو دنوں میں ختم ہو سکتا ہے ایک میری تجویز یہ بھی تھی اور میں نے suggest کیا تھا کہ جاوید جبار صاحب کو Privately communicate کیا جائے کیونکہ زیادہ تر ترامیم ان کی طرف سے آئی ہیں باقی practically smooth sailing ہے۔ اور اگر وہ amendements جن میں کوئی ایسی earth shaking چیز نہیں ہے۔

on which he must insist and he has a right to insist if he feels that.

تو میرے خیال میں وہ جہاں تک کم ہو سکیں بہتر ہے۔

It requires only two sittings at the most. So, if you agree to this proposal and this is subject to the Minister for Justice's convenence also because without him we can't proceed, then we can finish it, I think, within the next week.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! قبل اس کے کہ وزیر عدل اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں میں بھی یہ بات ایوان کے سامنے اور آپ کے ذریعے سے حکومت سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ حساب لگائیں ہفتے میں تین دن کے اعتبار سے یعنی ۹۰ دن ہم نے پورے کرتے ہیں جو غالباً ۱۲۔ فروری تک پورے ہو رہے ہیں اور جس رفتار سے ہم چل رہے ہیں اس میں یہ ناممکن ہے کہ اس ایوان کے سامنے جو pending کام ہے اس کو پورا کر سکیں۔ آپ نے رولز آف بزنس کی بات کی ہے، لیکن ایڈجرنمنٹ موشنز ۲ نہیں ۵ ہیں جو approve ہو چکی ہیں جن پر ہمیں بحث کرنی ہے اور ان ۵ کے لیے اگر دو گھنٹے فی ایڈجرنمنٹ موشن رکھیں تو دس گھنٹے ان کے لیے درکار ہیں۔ تیسری چیز Islamic Ideology Council کی رپورٹیں ہیں جن پر ہم نے ڈسکشن شروع کی تھی اور سات میں سے صرف دو موضوعات پر ہم نے بحث کی ہے باقی تمام باقی ہیں۔

جناب والا، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا اگر non-sitting days میں Question Hour نہ ہو۔ لیکن کم از کم یہ ہے کہ ایوان ۱۷۔ فروری تک اپنے سیشن کو مکمل کرنے تک جتنے pending کام ہیں ان کو نمٹا لیں۔ اس طرح اگر ہم کام کریں تو کام ختم ہو گا وگرنہ ہم اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر سکیں گے۔

Mr. Wasim Sajjad : Sir, actually this constraint on time has come about because we have met after a long period of time because of the Local Bodies elections & then we were compelled under the circumstances to have the both Houses being called almost simultaneously but Sir, barring of course a few occasions when there is some important occasion we have to disperse earlier, I don't see any objection if the honourable members would agree to sitting a little late to dispose of some of the pending business, and

[Mr. Wasim Sajjad]

if the honourable member so agree, Sir, we can bring, I think, some of these adjournment motions also for our discussion, and also I hope Sir, because this session is going to last by the 20th of March we have to do about six weeks and I am sure we will be able to dispose of the Rules of Procedures and other things also. We just have to sit, I think, a little longer than we have been sitting so far and if the honourable members cooperate Sir, I think, we can do it.

Mr. Chairman : Would you agree to the suggestion that I made and this is of course subject to the approval of the House also that on the non-sitting days as designated. at present we take up the Rules of Procedure.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, on non-sitting days actually we . . . .

(Interruption)

Mr. Chairman : Without taking up any questions, any privileges or adjournemnt motions.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, on non-sitting days we have meetings of the National Assembly and sometimes on non-sitting days we have two sittings of the National Assembly because there are more members there and the speeches take much more time. So, lot of time is consumed there Sir, but I think Sir, we will be able to dispose of business, I don't think that there would be any hinderance if we sit a little longer than we have been sitting so far.

Mr. Chairman : But assuming there are days on which the Assembly also not meeting, it is a non-sitting day for the Assembly and it is a non-sitting day for the Senate also would you agree to take up the Rules of procedure on that day.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, we can look into that but I don't think there is any such day, Sir.

Mr. Chairman : According to the programme that I received I thought we were proceeding more or less in parallel. When they were meeting we were also meeting,

(Interruption)

Mr. Wasim Sajjad : No Sir, what we are doing is Sir, that on Sundays both the Houses meet. On Mondays Senate is not meeting but the National Assembly is meeting. On Tuesdays both are meeting again then on Wednesdays Senate does not meet but the National Assembly meets in two sittings, Thursdays we both meet again. So, there is no non-sitting day as such as far as we are considered Sir. We are either engaged here or in the National Assembly and it is because there are larger number of members in the National Assembly, matters take longer time there, therefore, we have to have more sittings of the National Assembly and we will now get legislative business which will be indicated in the agenda and I think,we should be able to clear it, Sir.

Mr. Javed Jabbar : Can't we have a longer sittings with a brief recess of fifteen minutes to provide for whatever relief you need, longer sittings as he has suggested?

Mr. Chairman : No,in longer sittings there are other constraints not actually that physically anybody is tired or can't sit. The thing is that now for example we will have to in another twenty minutes time to break for prayers. That takes half an hour when we meet again. Then again for how long can you go on because then it would be overtaken by dinner time but if people are prepared to sit till that, I am perfectly willing !

Mr. Javed Jabbar : Morning session, Sir.

Mr. Chairman : Morning session yes, but that depends on the convenience of the Minister for Justice whether in the morning sitting, we can meet, I think in morning sitting if we meet at 9.30 for example at the latest, if not at nine we can go on till 2.00 p.m.

Mr. Wasim Sajjad : We can meet for example on . Thursdays, we can meet earlier and go on till O'Clock.

Mr. Javed Jabbar : Yes.

Professor Khurshid Ahmed : Yes,

Mr. Chairman : That we can do.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! محترم وزیر عدل نے ابھی ایک اور بات جو کہی ہے وہ بڑی اہم ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ابھی تین جوائنٹ سیشن ہونے ہیں یعنی

on Taxation, Domestic Policy, Foreign Policy

اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دن ہمارے پاس ہیں ان میں سے بھی انہیں منہا کرنا پڑے گا۔ اور سینیٹ کے جو sitting days ہیں وہ آپ کو مؤخر کرنے پڑیں گے۔ پھر یہ کام کیسے ممکن ہے؟

Mr. Chairman : I think we will work out a fresh schedule of sittings with the Minister for Justice and Parliamentary Affairs and then inform the House of what decision we arrived at. We take up adjournment motions.

(Pause)

This may be a fortuitious remarks but I think to a large extent it also depends on the House what priority it would attach to the various type of business that we have before us. Now, most of the adjournment motion for example, they are now falling into routine. It is the story of smuggling, of bomb blast, of narcotics, of things like this which we have debated almost indefinitely and there is no new issue which is emerging out of that and no new solutions are being arrived. Now instead of doing that if this half an hour for example we could devote to the revision of Rules, it depynds on the priorities which you attach, to the business. There would be, of course, certain matters which as Maulana Kausar Niazi said earlier, must be debated, must be raised, must be taken up the same day, that is prefectly understandable & Members should feel free to raise those but some of the routine business could be reduced. If, for example, the privilege in the real sense has been hurt. I would be the first person to point out to you. In fact, I may initiate that myself but if it is a just proforma privilege and we have gone over that exercise – Minister for Justice and Parliamentary Affairs quoting from the same book from which you and I quote, it does not serve much purpose because nothing new emerges out of it, nothing constructive emerges out of it. This one hour

that we have spent so far, it could have been devoted to a subject which in your opinion and which in the opinion of all of us enjoys more importance and should be given priority. This is, however, upto you. As I said, it may be a fortuitious remarks.I leave it to you to be the judge of it.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, with respect I beg to disagree. I think, in many of our privilege motions we have tried to focus attention on constitutional issues, on current issues which would otherwise not be possible because of the Orders of the Day or the Rules of Procedure. Just half an hour is allowed every day for adjournment motions which is a very modest time, and even though new solutions do not emerge, it is the only device that Parliament has to focus on an immediately occurring event. I think, all Parliaments across the world retain very zealously this right and I hope that we can never have to surrender it.

Mr. Chairman : This they do but I think,in a year's time not more than three or four privilege motions are raised in Parliaments like U.K.

Mr. Javed Jabbar : But, Sir, we are returning to democracy after eight years.

Mr. Chairman : With a vergeance perhaps. – Right

ADJOURNEMNT MOTIONS

Mr. Chairman : Now, we take up adjournment motions. The first three adjournment motions stand in the name of Qazi Abdul Latif Sahib. The subjects are :

(1) Violation of Pakistan territory by Afghan planes in Chitral area.

(2) Closing down of about 168 industrial units in the country.

(3) Reporting establishment of a Joint Border Commission between Pakistan and Iran.

This has also been the subject of a question I think, the other day. I was not in the House but I have read the proceedings.

جناب جاوید جبار : قاضی لطیف صاحب تو ہیں نہیں ۔

Mr. Chairman : Qazi Sahib is not there and he has not even applied, for leave, so all the three adjournment motions become infructuous and are dropped.

Next adjournment motion stands in the name of Prof. Khurshid Ahmed on the exemption of *Zakat* deduction from WAPDA Bonds.

RE : EXEMPTION OF *Zakat* DEDUCTION FROM WAPDA BOND

Prof. Khurshid Ahmad : Sir, I hereby give notice to move the following adjournment motion under Rule 70 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate :

"The national press has reported that WAPDA has issued bonds for Rs. 2 billion and the advertisement explicitly states that these bonds are *Zakat*-free. This is a clear violation of the Government's commitment to enforce *Zakat* and the policy of the Central Government to cut *Zakat* at source in respect of all Government and semi-government bonds, securities, investments, etc. This departure amounts to negation of the fundamental policy of the Government as of its commitment to Islamization on which the mandate from the people was sought. I, therefore, beg to move that normal business of the House be suspended to consider this situation of urgent national importance".

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : Sir, I oppose it but I would request that the discussion be adjourned to the next sitting. I just now received the notice of it and I would like to know more about it.

Prof. Khurshid Ahmed : The notice was given at least fourteen or fifteen days back. I think, on 24th of December, 1987.

Mr. Chairman : The notice was given in time. You are quite right.

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : I just received it. Just now the information came to me before coming to the House that it will be taken up today. Earlier I was informed that only adjournment motion No. 36 is coming up.

Mr. Chairman : We are in the hands of Prof. Khurshid. I think he would be generous enough to accommodate you.

Prof. Khurshid Ahmed : That is all right. I accept it.

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : As the honourable member knows, we both of us were busy in another meeting and when I came back from that meeting, I was informed of this.

Mr. Chairman : We defer it to some other day.

Next adjournment motion is also in the name of Prof. Khurshid on the reported use of in-effective anti-rabies vaccine in the Federal Government Services, Hospital, Islamabad.

ii) *RE*: USE OF INEFFECTIVE ANTI-RABIES VACCINE IN F.G. SERVICES HOSPITAL, ISLAMABAD.

Prof. Khurshid Ahmed : Sir, 'The Frontier Post' of December 21, 1987, has reported that at least 3 persons have died of hydrophobia in the Federal Government Services Hospital Islamabad, during the past six weeks only. This is symptomatic of a situation prevailing in the Capital where stray dogs are let loose on the streets and has become a threat to public health and security. It has also been reported that effective anti-rabies vaccine is not available and whatever vaccine is available in the hospital is proving in-effective. I, therefore, move that the normal business of the House be suspended to discuss this problem.

Mr. Chairman : Is it being opposed ?

Syed Sajjad Haider : I oppose it, Sir.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! یہ مسئلہ انسانوں کی جانوں سے متعلق ہے۔ اس ملک کے دارالخلافہ سے متعلق ہے۔ اس ہسپتال سے متعلق ہے جو مرکزی حکومت کے زیر انتظام چل رہا ہے۔ میرا مقصد

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس کو آپ کے سامنے لانے سے یہ ہے کہ دارالخلافے تک میں اس بارے میں کوئی مناسب انتظام نہیں ہے کہ ایسے کتے جن کے کاٹنے سے لوگوں کو موت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور شدید خطرہ ان کی زندگیوں کو ہوتا ہے، ان کو قابو کیا جا سکے۔ سعدی بے چارہ تو پریشان تھا کہ پتھر بندھے ہوئے ہیں اور کتے چھٹے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں بھی کچھ اس قسم کی صورت حال پیدا ہو گئی ہے اور چونکہ گذشتہ چھ ہفتے میں تین اموات اس سلسلے میں واقع ہو چکی ہیں اور مجھے توقع ہے کہ اس کو محترم وزیر صاحب تین واقعات قرار دے کر تحریک التوا کے لیے ٹیکنیکل مشکلات کا سہارا نہیں لیں گے بلکہ تین اموات پہ توجہ مرکوز کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ stray واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسی صورت حال ہے جو اب لوگوں کے لیے یہاں کے شہریوں کے لیے ایک خطرہ بن گئی ہے۔ نیز یہ پہلو کہ ہسپتالوں جو ویکسین موجود ہے وہ غیر مؤثر ثابت ہو رہی ہے اور اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے جس نوعیت کی ویکسین چاہیئے وہ موجود نہیں ہے۔ یہ ایسا serious مسئلہ ہے کہ اس پر غور ہونا چاہیئے اور فوری طور پر اس کی اصلاح کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ میں اسے ایک فوری مسئلہ سمجھتا ہوں جس کا تعلق انسانی زندگیوں سے جس کا تعلق دارالخلافے سے ہے اور اگر حکومت اتنے اہم معاملات سے بھی صرف نظر کرتی ہے حتیٰ کہ اخبارات میں بھی آتا ہے اور کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا تو یہ چیز ایسی ہے جس پر گرفت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب وزیر صاحب۔

سید سجاد حیدر : جناب چیئرمین ! اس موشن کے چار بڑے واضح پہلو ہیں ۔ سب سے پہلے تو میں ریکارڈ درست کرنا چاہتا ہوں کہ تین افراد کی اموات نہیں ہوئی ہیں بلکہ دو کی ہوئی ہے۔ اور میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ ایک خاتون کا نام ہے نسیم بی بی اور دوسرا ایک بچہ ہے جس کی عمر ساڑھے چار برس ہے اور اسکا نام ہے واجد ۔ میں سب سے پہلے تو اس طرف فاضل ممبر کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مسماۃ نسیم بی بی مورخہ ۳۱ اکتوبر ۸۷ء کو وفاقی ہسپتال میں تشریف لاتی ہیں اور مورخہ یکم نومبر ۸۷ء کو یعنی دوسرے دن وفات پا جاتی ہیں ۔ اب یہ ہر شخص کے علم میں ہے کہ anti-rabies vaccine کا باقاعدہ ایک کورس ہوتا ہے جس میں کم از کم چودہ دن تک injections دیئے جاتے ہیں ۔ جس حالت میں یہ خاتون تشریف لائیں۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

She had a severe wound on the lower leg and it was skin deep.

اور صورت حال یہ ہے کہ اس بات کا بھی علم نہیں کہ خاتون کو کس چیز نے کاٹا ہے اور اس اثناء میں اس خاتون نے نیشنل انسٹیٹیوٹ ہیلتھ سے anti-rabies vaccine کا کورس نہیں لیا ۔ دوسرا بچہ جو ۱۴ برس کا ہے وہ ۱۴ دسمبر ۸۷ء کو ایڈمٹ ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین :- پریس میں جو رپورٹ ہے اس میں یہی کہا گیا ہے

سید سجاد حیدر :- میں پریس کی رپورٹ کی تردید کرتا ہوں - وہ رپورٹ غلط ہے - میں اس کو چیلنج کر رہا ہوں -

جناب چیئرمین : وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ

and administered complete course of fourteen injections of anti-rabies vaccine prepared by the National Health Institute

کیا یہ غلط ہے؟

Syed Sajjad Haider : This is incorrect.

ایک تو سب سے پہلے میں اس کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس با ضابطہ ایک رجسٹر موجود ہے ہمارے پاس جو مریض رپورٹ کرتے ہیں اس رجسٹر پر ان کی باقاعدہ entry ہوتی ہے۔

دوسرا اس اخبار کی خبر اس اعتبار سے بھی غلط ہے کہ

Miss Nasim Bibi is not an employee of the National Institute of Health, she is not working there. She is neither a trainee there.

اس کے علاوہ دوسرا پہلو ہے stray dogs کا اس کے متعلق ریکارڈ میرے پاس موجود ہے کہ ہم بار ہا بلدیاتی اداروں کو اس سلسلے میں تاکید کرتے رہتے ہیں اور اکثر خط لکھتے رہتے ہیں کہ آپ ان stray dog کا اہتمام کیجئے اور وہ بھی اپنے فرائض ادا کرتے رہتے ہیں - مگر اسلام آباد کی ایک بڑی دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان کے پاس dogs shooters دو ہیں جو صبح اور شام بقول انکی اطلاعات کے کتوں کو eliminate کرتے رہتے ہیں مگر قرب و جوار کے دیہات سے

یہ stray اور pye-dogs بڑی کثرت سے یہاں آتے رہتے ہیں
تیسرا ان کا جو سوال ہے کہ

affective anti-rabies vaccine is not available, this again is incorrect.

ہم جو National Institute of Health کے ذریعے vaccine فراہم کر رہے ہیں
وہ 30 to 55 times more potent than the WHO/requirement ہے اس کے
ineffective ہونے کا ان دو اموات سے اندازہ اس لیے نہیں کیا جاسکتا
کہ یہ دونوں مریض صحیح طور پر زیر علاج نہیں رہ سکے ایک مریض

just for one day she remained in the hospital and expired and the second was admitted on 14-12-87 and on the same day he expired.

۱۴- دسمبر ۱۹۸۷ء کو ہی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے
اس کے متعلق ہمارا ریکارڈ یہ کہتا ہے کہ

He was reported to have been bitten on the face two months before reporting to the hospital.

تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ رپورٹ میں hydro-phobia کے متعلق
یہ کہا گیا ہے کہ اگر اس کا مریض بڑی ایڈوانس سٹیج پر ہسپتال آئے
تو vaccine effective نہیں ہو سکتی سو فیصد موت واقع ہوتی ہے اس
لحاظ سے میں یہ اصرار کرتا ہوں کہ ہماری طرف سے قطعاً کوئی غفلت نہیں
ہوئی ہے ہماری جو anti-rabies vaccine ہے وہ potent ہے constantly
under check ہے اور اس میں کسی قسم کی ineffectiveness کی رپورٹ نہیں
ہوئی- لہٰذا میں استدعا کرتا ہوں کہ اس پر اصرار نہ کریں۔

Mr. Chairman : Can you enlighten the House on the methodology of testing your vaccine ? What is the criterion? How do you say that this is potent or not potent and effective or not effective.

سید سجاد حیدر: اب اسے پہلی بات تو یہ ہے جی کہ ہم expiry date سے پہلے اولڈ سٹاک withdraw کر لیتے ہیں

as far as if you were to ask as to how do we check the potency of a drug. I am sorry I would have to check up that. I am not a professional but I do not allow the vaccine to be retained by a hospital if it has attained the date of expiry.

Mr. Chairman : The object of the honourable Senator was to draw attention to the non-availability of effective vaccine within the country. I think, it is a very good sin that we have started manufacturing it on our own. But these are very tricky drugs. When we manufacture them, we must have some system of testing the potency and viability of this vaccine. Now, since this is only one laboratory which is manufacturing this, there should be some independent agency to check whether the vaccine is potent, whether it comes up to the standard of WHO or whatever the Laboratory itself claims for this. Leaving it perhaps to the Laboratory may not satisfy the general public. This appears to be the object of the motion.

Syed Sajjad Haider : I can assure the honourable member Sir, that we will take effective steps to ensure a counter check also.

Mr. Chairman : An independent counter check of the effectiveness of the vaccine if that is instituted then I think, the problem would be solved. In that case perhaps Professor Khurshid Ahmad Sahib will not press ti.

Syed Sajjad Haider : I will do that.

پروفیسر خورشید احمد: میرا مقصد یہی ہے اور دوسری عرض یہ بھی ہے کہ اس قسم کی چیزیں اگر factually غلط ہوا کریں تو حکومت کا کوئی نہ کوئی نظام ہونا چاہیئے کہ ان کی آپ کوئی تردید بھیج دیں۔

Mr. Chairman : So, not pressed, I believe.

پروفیسر خورشید احمد : جی ، جی not pressed

جناب چیئرمین : جناب قاضی صاحب کیا آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : آپ نے شاید میرا نام پکارا تھا میں اس وقت موجود نہیں تھا میرا خیال تھا کہ اجلاس ساڑھے پانچ بجے ہے اس لیے اس غلط فہمی کی بنیاد پر میں ذرا تاخیر سے پہنچا ہوں ؛

جناب چیئرمین : تو اب تو فریش نوٹس دینا پڑے گا۔

قاضی عبداللطیف : اجلاس کے اندر ہی پہنچ گیا ہوں ، میرا خیال تو یہ ہے کہ . . . . . (مداخلت)

جناب چیئرمین : نہیں وہ وقت ، جس پر اذان ہوئی تھی تو وہ تیار نہیں تھے تو اب دوسری اذان کا انتظار کریں تبھی ہو گا۔

قاضی عبداللطیف : تو میرا خیال ہے کہ پرسوں کے لیے اس کو ہی رکھوا لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ تو ہم دیکھیں گے کہ کیا اس کو رکھ سکتے ہیں اور پھر ممکن ہوا تو اسی آرڈر میں لے لیں گے جس آرڈر میں ہے لیکن آپ نوٹس پہلے آج ہی دے دیں گے تو پھر آسکیں گی۔

پروفیسر خورشید احمد : پھر نئے نوٹس سے یہ recent occurrence نہیں رہے گا۔ اس لیے اسے accommodate کر لیں۔

قاضی عبداللطیف : اس صورت میں یہ پھر اپنی باری کے مطابق آئے گی۔

جناب چیئرمین : نہیں ، نہیں ، اس کو accommodate کر لیتے ہیں۔

Mr. Chairman

unless کہ اتنا ٹائم بیچ میں گزر گیا ہو کہ اس کی وہ جو original importance تھی وہ نہ رہی ہو یا یہ ہے کہ in the meantime اس پر کوئی اور کارروائی effective ہو چکی ہو تو پھر نہیں لیتے لیکن اگر معاملہ وہی ہے جو کہ پہلے تھا تو پھر وہ بالکل ہی ٹیکنیکل وجوہ پر ڈراپ ہو جاتے ہیں اور ان کو پھر on fresh notice اگر ممبر چاہے تو اٹھا لیا جاتا ہے۔ کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین: اس کے ساتھ ہی میرے خیال میں تحاریک التوا کا وقت بھی ختم ہو جائے گا۔

Then we adjourn to meet again at 6.00 p.m., to take up the normal business at that time.

(The House adjourned for 'maghrab' prayers.

[The House re-assembled after the interval with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair].

THE FREEDOM OF INFORMATION BILL, 1985

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمن الرحیم ، پروفیسر خورشید احمد صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ انفارمیشن بل ۱۹۸۵ء تقریباً دو سال سے کمیٹی سٹیج پر تھا اور اس سیشن میں سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ introduce ہو چکی ہے جو آپ سب کی نگاہ سے گزر چکی ہے اس بل سے میرا اصل مقصد یہ رہا ہے کہ ملک میں جمہوری نظام کے وہ تقاضے پورے ہو سکیں جن کے بغیر محض انتخابات اور پارلیمنٹ سے حکومت کے بننے سے ان تمام مقاصد کو حاصل نہیں کیا جا سکتا جو جمہوریت کے اصل مقاصد ہیں یعنی عوام کا participation ، ان کے حقوق کا تحفظ ، صحیح معلومات پہنچانا ، corruption کو چیک کرنے کے لیے جو کچھ چیزیں اس بارے میں کی جا سکتی ہیں ان کا اہتمام کرنا ، دنیا کے جمہوری ممالک میں یہ بل مختلف انداز میں پاس کیئے گئے ہیں اور ان کے غیر معمولی اچھے اثرات رونما ہوئے ہیں لیکن سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ جو آئی ہے وہ inconclusive ہے اور اس بل کو پیش کرنے والے کی حیثیت سے میں نے اپنا یہ حق محفوظ رکھا تھا کہ سینٹ میں اس پر کارروائی کی جائے میں اس وقت آپ کے سامنے یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم فوراً ڈیبیٹ کے لیے کوئی وقت مقرر کریں ، اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے ، دفعہ ۸۴ (ڈی) میں یہ پرویژن دیا گیا ہے کہ کسی بل کا اس کا پیش کرنے والا اگر چاہے تو اس وقت جب کہ وہ ایجنڈے میں بحث

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے لیے رکھا گیا ہو ان چار میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کر سکتا ہے اور میں آپ کے سامنے جو تجویز رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ بڑا اہم بل ہے پاکستان کے حالات کے پیش نظر ایک نیا تصور ہے، سٹینڈنگ کمیٹی چونکہ اس میں کسی ایسی حتمی رائے پر نہیں پہنچ سکی ہے اگرچہ میرے پاس سیلیکٹ کمیٹی کا راستہ بھی قواعد کے تحت موجود ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے اور چار مہینے کے اندر اندر جو بھی رائے حاصل ہو اسے سینیٹ کے سامنے رکھا جائے یہ اس لیے ضروری ہے کہ اس ملک میں قانون سازی کی روایات کو . . . . . (مداخلت)

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس کو اگر آپ formally move کر دیں تو اس کے بعد پھر وضاحت فرمائیں -

پروفیسر خورشید احمد : جی بہتر - میں move کرتا ہوں -

I beg to move under Rule 84 (d) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate that the Freedom of Information Bill, 1985, be circulated for eliciting public opinion and that a report based thereon be presented before the Senate within a period of four months.

Mr. Chairman : The motion moved is

"That the Freedom of Information Bill, 1985, be circulated for eliciting public opinion and that a report based thereon be presented before the Senate within a period of four months."

Is it being opposed ?

Opposed

Mr. Chairman : Opposed. Now you can give its detail, please.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! مجھے اس سٹیج کے اوپر کوئی لمبی تقریر نہیں کرنی اور نہ میں اس وقت بل کے جو تمام مندرجات ہیں ان کے اوپر کوئی بحث کرنا چاہتا ہوں میں یہ بات سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ ایک جمہوری معاشرے میں یہ لوگوں کا حق ہے کہ انہیں نظام حکومت کے بارے میں decision making کے بارے میں جو کچھ کیا جا رہا ہے معلومات فراہم کی جائیں، اس سلسلے میں پچھلے سو سال کے تجربات ہمارے سامنے ہیں یہ کوئی بالکل نئی چیز نہیں ہے، ۱۹۷۰ء کے عشرے میں بلاشبہ امریکہ میں اس معاملے میں غیر معمولی development ہوئی ہیں لیکن پچھلے سو سال سے اس کے بارے میں جو لیجسلیشن ہوئی ہے اس کے بڑے اچھے اثرات دنیا کے مختلف ممالک میں رونما ہوئے ہیں ان تمام چیزوں کی روشنی میں میں نے اس بات کی کوشش کی تھی کہ پرائیویٹ ممبرز بل ہی سہی لیکن کم از کم اس ایوان کے سامنے ایک ایسا بل پیش کروں جس کے نتیجے کے طور پر کچھ مثبت ترقی ہو سکے، کچھ بہتر روایات قائم ہو سکیں۔ نظام حکومت کو چلانے میں بھی اور ملک میں جمہوری فضا کو مستحکم کرنے میں بھی۔

سٹینڈنگ کمیٹی نے جو رپورٹ دی ہے اس میں ایک طرف اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ تصور اچھا ہے اور مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں کہ کم از کم حکومت کے دو وزراء نے اپنے انداز میں اس بات کی کوشش بھی کی کہ کچھ نہ کچھ انفارمیشن کے نظام کو بہتر بنانے کی طرف پیش رفت ہو، چند چیزوں میں کیبنٹ ڈویژن نے یہ بات ہمیں بتائی کہ پرانی معلومات کو محققین کے لیے open کرنے کے لیے تیار ہیں گویا کہ اس بل کو حکومت اور اپوزیشن کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

انداز میں نہیں لیا گیا اور نہ لینا چاہیئے یہ بل اس ملک میں نظام حکومت کی اصلاح اور جمہوری روایات کے پروان چڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے اسی بنا پر اس بات کی ضرورت ہے کہ یہاں بحث کرنے سے پہلے ہم رائے عامہ معلوم کریں یہ جمہوریت کا ایک معروف طریقہ ہے اور مجھے یقین تھا کہ حکومت اس معاملے میں مخالفت کا راستہ اختیار نہیں کرے گی اس لیے کہ اس بل کے ذریعے سے آپ عوام کی تعلیم کا کام انجام دیں گے، یہ مسودہ جب لوگوں کے سامنے آئے گا تو انہیں اس بات کا اندازہ ہو گا کہ ان کے کیا حقوق ہیں یا ہو سکتے ہیں اور ان کے حصول کے لیے کیا راستے اختیار کیے جا سکتے ہیں، عوام کی رائے میں ہمارے سامنے اچھی تجاویز آئیں گی، ان تجاویز کی روشنی میں اس بل کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے، خود حکومت کے لیے بھی یہ چیز مددگار ہو گی اور جمہوری حکومتیں اس بات کو پسند کرتی ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت برطانوی پارلیمنٹ میں Secret Act کی دفعہ ۲ پر بڑی بحث ہو رہی ہے اور ابھی پرسوں ہی جو گفتگو ہوئی ہے اس میں ایڈورڈ ہیتھ نے ایک بڑا دلچسپ جملہ کہا اور اس نے یہ بات کہی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دور جس کے بنانے میں، میں نے خود ایک کردار ادا کیا ہے اس کی ساری باتیں ہو سکتا ہے کہ میں خود اپنی زندگی میں پوری ہوتی نہ دیکھ سکوں اس لیے کہ جو ۳۰ سال کی limit ہے وہ بہت سی چیزوں کے بارے میں قوم کو اعتماد میں لینے سے محروم کر دیتی ہے۔ اور وہ اس وقت اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ یہ limit بہت لمبی ہے اسے کم ہونا چاہیئے۔

جناب والا! اس وقت میری تجویز یہ ہے کہ اس بل کی اہمیت کی بنا پر سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ میں کم از کم جو open-endedness ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اور جمہوریت کے قانون سازی کے اس معروف اصول کا احترام کرتے ہوئے کہ قانون سازی میں عوام کو شریک کیا جائے ان کی آراء سے استفادہ کیا جائے اور چونکہ ایسی کوئی urgency نہیں ہے کہ اس بل کو آج ہی منظور کرنا ہے یا kill کرنا ہے اس لیے میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ اس مسئلے پر دوبارہ غور کرے اور اس بل کو عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے تشہیر کے لیے بھیجا جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ! جناب میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : پوائنٹ آف آرڈر! دوران تقریر میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ بات کروں۔ لیکن ہمارے قائد ایوان جو ہم سب کے قائد ایوان ہیں وہ اس دوران ایک ایک نشست پر گئے اور اراکین سے باتیں کرتے رہے وہ ایک تحریک یا ایک موومنٹ چلانے کے لیے باتیں کرتے رہے وہ اس ایوان کے بلکہ ہم سب کے قائد ہیں لیکن یہ رویہ نامناسب ہے جب قائد کا یہ حال ہو تو پھر ہمیں بھی حق ہے کہ ہمارا بھی یہاں ایک الگ قائد ایوان ہو لیکن نہیں ہم نے ان پر اعتماد کیا ہے اور اس طرح وہ ایک قائد ایوان ہیں۔ لیکن وہ ہر ایک کے پاس جاتے اور اس طرح اپنی موومنٹ چلائے تو کیا یہ پارلیمانی روایت ہے کیا اسے یہ بات جچتی ہے۔

جناب چیئرمین : پارٹی whip پارلیمانی روایات میں شامل ہے اور اس کی بجائے لیڈر آف دی ہاؤس کو خود جانا پڑے تو وہ جا سکتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ آیا ہے اس لیے عرض کرتا ہوں کہ میرے علم کی حد تک سینیٹ میں آپ نے ابھی تک اس کی تنظیم پارٹی بنیادوں پر نہیں کی ہے اور ہم نے پچھلے سیشن میں یہ موو کیا تھا کہ ٹھیک ہے آپ پھر ہمیں بحیثیت اپوزیشن کے recognize کریں اور اپوزیشن کے طور پر الگ بیٹھنے کا موقع دیں کم از کم جماعت اسلامی اور جمعیت العلمائے اسلام دونوں پارٹیاں موجود ہیں اور ہمارے ساتھ آزاد ارکان ہیں اگر فی الحقیقت یہاں پر معاملات کو پارٹی whip یا پارٹی کی بنیاد پر چلانا ہے تو پھر ہمیں بھی یہاں موقع ملنا چاہیئے۔ نیشنل اسمبلی کی بات دوسری ہے وہاں آپ نے پارٹی کا اصول تسلیم کر لیا ہے اور وہاں اپوزیشن بحیثیت اپوزیشن پارٹی کے بیٹھی ہوئی ہے۔ اور ہم اسی طریقے سے چلنا چاہتے ہیں اور اس سے پہلے ہم in writing move بھی کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ الگ سوال ہے اور اس کے لیے بھی جو پروسیجر مقرر ہے اس کے مطابق اگر آپ proceed کریں تو اس کے لیے کوئی دقت نہیں ہو گی کہ قائد حزب اختلاف بن سکتا ہے یا نہیں بن سکتا لیکن سوال یہ ہے کہ جو لیڈر ہے یا جو پارٹی ہے۔ حکومت کی ایک پارٹی تو ضرور ہے یہ تو آپ تسلیم کریں گے اور اس کو اگر کوئی ہدایات دیتا ہے تو تمام Parliaments میں یہی کچھ ہوتا ہے۔ جاوید جبار صاحب!

Are you on a point of order ?

Mr. Javed Jabbar : No, I would like to express my views on the motion of Professor Khurshid Ahmed.

Mr. Chairman : Right, go ahead.

Mr. Javed Jabbar : Thank you Mr. Chairman. Sir, the points stated by Professor Khurshid Ahmed are self explanatory and the Bill itself, the contents of the Bill, the statement of objects and reasons for those of us who have looked at them are very adequate but I think it is necessary to make the point that the Bill in a way symbolises the attempt to move from a historic secrecy of Government in power in this country to a more open accountability. It is not enough simply to restore democratic institutions on a party basis or on a non-party basis. The process of the restoration of fundamental rights and the effective enforcement of those fundamental rights is not achieved simply by the lifting of Martial Law or by the conduct of one election or even by the continuation of one Parliament or two Parliaments because as long as these Parliaments function within a framework where certain historic laws, customs, traditions operate, the effectiveness of Parliament is severely curtailed. So much so that I would refer to the period where as a result of a party based general elections consequent on 1971 we acknowledge generally that there was a party based democratic system in operation but in my opinion, even that party-based democratic system operated within very severe limitations which always have favoured either the ruling party or more characteristically that combination of institutional forces in our country whether it is the feudal structure, the Armed Forces, the administrative system or other power elites so, that the process of handling power which is a sacred trust has always remained a secretive process assisted by the fact that we are overwhelmingly illiterate and that out of the 24% of literate people in this country, less than 5% if at all that much have any kind of sustained awareness of public policy and have the means and the knowledge to pursue information systamatically.

Sir, I believe that this Bill is a significant Bill and it is tragic that two years have elapsed since this Bil was moved in Parliament, it is a testament to the limitations that we ourselves have imposed on our Standing Committee system and on this Parliament. It is a sad commentary on the fact that a private Bill which genuinely seeks to improve the level of public knowledge and public debate which is in a sense nonpartisan has become the victim of conventional parliamentary politics and been allowed to rust and gather dust in the files of the Standing Committee. Now, the report of the Standing Committee is before us and I have read that report but I don't Mr. Chairman, agree with some of its contentions, for instance it makes the statement that certain sections of the Bill, in para 6, go too far. In my view with due respect to the secrecy that is required in the conduct of affairs of state what is this too far? The Standing Committee oved it to Parliament and to the Senate to be much more specific. We are not

[Mr. Javed Jabbar]

dealing with a trivial amendment to a Bill, we are dealing with a very basic conceptual change in the structure of this country's information processes and this Bill deserved more than a single sheet report by the Standing Committee. If after two years, two and a half years of deliberations all we are blessed with m one single sheet of paper then I suggest to you that this is a disrespect not only to the mover of the Bill but to the very people of Pakistan who expect Parliament to make the processes of power more accessable and more open.

However difficult it may be however I long it may take, I am most disappointed with the amount of attention, to detail that, the Standing Committee has decided to give to this Bill which was surely formulated after considerable research and investigation. Also Sir, it takes the plea, the Standing Committee, that in all circumstances legal rights of this nature of access that is to information to all citizens to obtain copies of all administravtive orders and internal noting could be seriously misused by all those who are adversely affected by these orders particularly in matters of the award of contracts or recruitments.

Now, Mr. Chairman, what is the percentage of the population of Pakistan which has the benefit of bidding for contracts? It is minuscule fraction of the total population of this country. Secondly, it could be said that job recruitments are on a numerically bigger scale but even there with certain safeguards preserving the positive purposes of this Bill, the Standing Committee could have endorsed the overall demand made in the Bill, instead of saying simply that by demanding access to internal notings we are going too far. Now, there are provisions under the Secrects Act which will always protect Government from immediate accountability which will ensure that all decisions don't have to be taken in full public glare under the harsh light of public opinion but we are not talking about matters that are totally sensitive to the survival of Pakistan. We are talking about those thousands of cases, issues, processes which ensure that certain institutions alone have the prerogative to have access to all the facts and that they alone will take decisions unscrutinized by public opinion. In para 8 Sir, it states that :

"The Sub-Committee considered these points and concluded that there were more effective administrative means of providing consolidated information on this subject".

And it says :

"Lagislation was not the right course for this purpose".

Here, I beg to disagree. I think legislation alone through a single consolidated new Bill is the only means to ensure that all these different methods by which people are supposed to gain access to information is made available to the people of Pakistan. Mr. Chairman, you are well aware that even in Parliament often when we raise certain questions which deal with matters of fact our secretarial and data systems particularly for those who are outside the ruling party or not part of the Government being extremely limited, you are aware that we do not have even basic primitive secretarial facilities in the entire city of Islamabad to which we can turn to. We have to make all our arrangements ourselves - we have to type out our own adjournment motions or whatever Bills we wish to submit. In this kind of environment we know that in sitting after sitting of the Senate or of the National Assebly, in response to various questions that we ask, we are in a very intelligent way sometimes misled or deluded with data in order to be able to truly use the data which is ultimately meaningless. Scientifically & analytically & not to be simply overwhelmed by statistics but to get to the essence of what we are trying to get at, and to ensure that the total system of this country which has become so accustomed to veiling the truth; which is possibly the only country in the world where the only Commission's Report that investigated the break-up of the country has still remained beyond the pale of public scrutiny; in such a system the Freedom of Information Bill assumes a purpose by which only legislative action can ensure the purposes that we seek to achieve. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you very much. Any other gentleman who would like to speak for or against ? Mr. Wasim Sajjad.

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Chairman, the honourable Senator has spoken at length on the merits of the Bill but the motion presently before the House on which the honourable Senator Prof. Khurshid spoke is a motion to refer this Bill i.e. Freedom of Information Bill for eliciting public opinion. I have opposed this motion because motions of this nature are usually given one, to delay proceedings and, secondly, in those matters in which the House itself is not clear as to what should be done and they want to seek outside opinion as to what course of action should be adopted.

[Mr. Wasim Sajjad]

As has been rightly pointed out this Bill was referred to the Standing Committee of this House and the Standing Committee has given deep consideration to all the various aspects of this Bill; and whereas my honourable friend would say that it was lying there, rusting there, I would say, no, , it was being deliberated there'. Several meetings were held and all the aspects that could be explored in favour of the Bill & all those matters which could be considered against the Bill, were considered in detail by the Standing Committee, and the Standing Committee came to the conclusion that at the moment the administrative procedures available - the methods available to elicit information were substantial and also because the Government itself is considering bringing the National Archives Bill before the Parliament for this purpose and it was felt by the Standing Committee that this would be sufficient to give the kind of information which in the public interest should be given to the public. Therefore, this Bill would not serve the purpose and it would be a duplication of efforts.

Since the Government itself is cognizant of this fact and considering this matter hence it has been very aptly and properly stated in paragraph 8 of the Standing Committee's Report that :

"The Sub-Committee considered these aspects and concluded that there were more effective means available of providing consolidated information on this subject. Legislation was not the right course of action. The Sub-Committee, therefore, re-affirmed its conclusion that further legislation is not required on this subject at this stage except the proposed National Archives Bill which is being considered separately".

It was for this reason that the Standing Committee, which represents the House, has given us this Report and, therefore, we would like that further time be not utilized in just asking for information when we are clear and the Standing Committee has given us very clear guidelines as to what should be done on this Bill. Hence, I have opposed this motion that it should be circulated for eliciting public opinion. Thank you.

Mr. Chairman : Have you any thing further to add, Prof. Khurshid Sahib.

Prof. Khurshid Ahmad : No, Sir, I have already stated my point.

Mr. Chairman : ThenkI will put the motion. The motion moved is :

"That the Freedom of Information Bill, 1985 be circulated for eliciting public opinion and that a report based thereon be presented before the Senate within a period of four months."

(The motion was negative)

Mr. Chairman : The motion is defeated. I think,you will have to move now the main motion on the agenda.

Prof. Khurshid Ahmad : In that case Mr. Chairman, I would like to move that a time be fixed for the discussion on this Bill and I propose that it may be taken up on the next Private Members' Day.

Mr. Chairman : I think,you have to move that the Freedom of Information Bill, 1985, as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once. Then,you can say that a date should be fixed.

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, I beg to move :

> "That the Freedom of Information Bill, 1985, as reported by the Standing Committee, be taken into consideration."

Mr. Chairman : The motion moved is :

> "That the Freedom of Information Bill, 1985, as reported by the Standing Committee, be taken into consideration."

Mr. Wasim Sajjad : Opposed, Sir.

Mr. Chairman : Then, it means that we will have to start with the first reading of the Bill and a general discussion on the Bill and for that the proposal is that it should be taken up on the next Private Members' Day. Is that acceptable ?

Mr. Wasim Sajjad : My Leader has no objection, so I have no objection.

Prof. Khurshid Ahmaed : Okay then.

Mr. Chairman : Then, I think, we would start on the next Private Members. Day with the first reading of the Bill. Now, we take up Resolutions. Item No. 4 on the Orders of the Day - Discussion on the Resolution moved by Syed Abbas Shah on 8th February, 1987.Have you (Addressing Syed Abbas Shah) come to any agreement between the two of you as was promised last time?.

Syed Abbas Shah : Yes, I think so. I will read the Resolution.

Mr. Chairman: The Resolution has been read. The information which was supplied to the House by the honourable Minister for Finance said that it is only a draft report. There is no final report yet which can be laid before the House. If he is prepared to make that statement that the final report as and when ready would be placed on the Table of the House then perhaps your objective would be achieved.

Syed Abbas Shah : Yes, Sir, that is what I wanted.

Mr. Chairman ; Then I request the Minister of Finance to make the statement.

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : The position is that yet the report of the World Bank is not published. It is a draft only and it is yet a private property. The moment it is published, I assure this honourable House through you, Sir, that the report will be laid before this House.

Syed Abbas Shah : After this assurance that the report will be laid before the House when published, I do not press it further.

Mr. Chairman : In that case I think you ask for leave for this resolution to be withdrawn

Syed Abbas Shah : I think I have moved that the World Bank Report may be laid before the Senate when it is ready.

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : When it is published.

Syed Abbas Shah : When it is published.

Mr. Chairman : Then it is accepted in that form which finishes the Resolution itself.

Next item. Further discussion on the resolution moved by Maulana Kausar Niazi Sahib on the 2nd August, 1987. Maulana Kausar Niazi. Sahib.

RESOLUTION; *RE* : NATIONAL BUDGET TO THE PASSSED BY THE SENATE

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! میں اپنا ریزولیوشن پڑھتا ہوں۔

"یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اگلے مالی سال سے قومی بجٹ سینیٹ کے سامنے بھی پیش کیا جائے اور دستور کے متعلقہ آرٹیکل میں موزوں ترامیم کے بعد سینیٹ سے اس کی منظوری کو لازمی قرار دیا جائے۔"

Mr. Cnairman : I think there are amendments suggested to it.

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : Sir, amendments were moved last time.

Mr. Chairman : Then, I think, we start discussion on the amendments. Yes Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : امنڈمنٹ موو ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین ! یہ ریزولیوشن میری نگاہ میں ایک بڑا ہی اہم اور بنیادی ریزولیوشن ہے اور میں نے اس میں جو ترمیم پیش کی ہے اسکا مقصد اس قرار داد کو زیادہ موثر، زیادہ concrete اور شاید زیادہ قابل قبول بنانا ہے۔ جیسے کہ میں پہلے یہ ترمیم introduce کر چکا ہوں کہ قرار داد کا اصل مقصد بجٹ کو سینیٹ میں زیر غور لانا ہے۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب چیئرمین : جناب قاضی صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! ہم نے ہمیشہ آپ کی خدمت میں یہ استدعا کی ہے کہ یہ آپ کا سیکرٹریٹ ہمارے ساتھ زیادتی کرتا ہے، ہمیشہ مسودات انگریزی میں پیش کرتے ہیں۔۔ ۔ اب اردو میں میرے پاس پہنچ گیا ہے لیکن میرے پوائنٹ آف آرڈر کے بعد پہلے ہی ساتھ دینا چاہیئے تھا۔

جناب چیئرمین : صحیح ہے۔ جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس ریزولیوشن کا اصل مقصد یہ ہے کہ بجٹ سینیٹ میں زیر غور آ سکے۔ سب سے پہلی بات تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا را اس مسئلے کو بھی پارٹی کی بنیاد پر یا سینیٹ اور قومی اسمبلی کے اختیارات میں کسی قسم کے تصادم یا ان کے درمیان تنازعہ کی بنیاد پر نہ لیا جائے یہ بڑا ضروری نکتہ ہے۔ ہمارے پیش نظر اس ملک میں جمہوری نظام کو مستحکم کرنا مقصود ہے۔ ہم شوریٰ کے نظام کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنانا چاہتے ہیں اگر دستور میں یا مالی معاملات پر غور و فکر کے نظام میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہے تو اس پر اس کی merits کے لحاظ سے غور کیجیئے کسی اور بنیاد پر نہیں۔ یہ اس ملک کے ساتھ جمہوریت کے ساتھ اور اسلام کے ساتھ بڑی نا انصافی ہو گی کہ اتنے اہم مسئلے کو ہم محض پارٹی پالیٹکس کی بنیاد پر غور کریں۔

جناب والا! میں اس موقع پر آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسلام نے جس جمہوریت کی ہمیں تعلیم و تربیت دی ہے یہ وہ جمہوریت ہے جس میں حق و انصاف کا ساتھ دینا اور تائید کرنا اور برائی اور ظلم سے

برآت کا اعلان کرنا اس کی بنیاد ہے ۔ بلا لحاظ اس بات کے کہ اس کا ماخذ یعنی اس کا source کیا ہے میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ مغرب کے جمہوری نظام میں اور خاص طور سے جرمنی سے جو اصول دیا گیا تھا وہ یہ تھا

My country, right or wrong. My party, right or wrong

لیکن اسلام نے جو اصول دیا ہے وہ اس سے مختلف ہے عرب معاشرے میں بھی ایک مقولہ تھا کہ اپنے بھائی کا ساتھ دو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ۔ اور یہ قبائلی عصبیت میں ایسے ہی ہوتا ہے ۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بھائی کا ساتھ دو اگر وہ مظلوم ہے اور اگر ظالم ہے تو اس کا ساتھ دو لیکن ظلم سے اس کو روک کر، یہ نہ ہو کہ ظلم کے ساتھ خود بھی بہہ جائیں ۔ یہ ہے اسلام کی approach ۔ تو اس بنا پر میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں رویہ بھی وہی اختیار کرنا چاہیئے کہ اس قسم کے معاملات پر ان کی ..... کی بنیاد پر غور کریں ۔ پارٹی کے مفاد کی بنیاد پر نہیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ مغرب کے نظام میں بھی جہاں پارٹی کی بنیاد پر سارا نظام چلتا ہے وہ معاملات جو بنیادی قومی اہمیت کے ہیں مثلاً انگلستان نے جیب کامن مارکیٹ میں جانے کا فیصلہ کیا ۔ تو conscience voting کی اور انگلستان کی جدید پارلیمنٹ نے پہلی مرتبہ ریفرنڈم کرایا اور یہ کہ محض پارلیمنٹ sovereign ہے اس نے اتنا بڑا فیصلہ نہیں کیا بلکہ وہ لوگوں تک گئی ۔ اسی طریقے سے جہاں moral اور conscience voting ہوئی مثلاً death penalit

کا مسئلہ تھا بہت سے دوسرے قوانین تھے تو انہوں نے پارٹی وہپ کے ذریعے طے نہیں کیۓ، بلکہ لوگوں کو موقع دیا کہ وہ merits کی بنیاد پر اپنی ضمیر کے مطابق جس بات کو حق مانیں اس کے مطابق بات کریں جناب سب سے پہلی بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ہماری approach یہ ہونی چاہیۓ۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جناب والا! یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس پر ہمارے ملک میں سوچنے سمجھنے والے طبقات کے اندر شروع سے ایک اضطراب پایا جاتا ہے آج پہلی مرتبہ out of the blue اس کو اس ایوان میں نہیں لایا گیا میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا بابت

Report of the Special Committee on the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate.

جو جناب سرتاج عزیز صاحب کی سربراہی میں قائم کی گئی تھی اور جس میں مجھے بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کی سب کمیٹی جس نے میری صدارت میں کام کیا اور جس میں حکومت کی پارٹی کے لوگوں کی اکثریت تھی اس پورے مسئلے پر جب غور کیا تو کسی فرد یا کسی خاص نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ جو ملک کے مفاد میں زیادہ سے زیادہ ہو آپ اس رپورٹ کے صفحہ نمبر ۱۱ پر یہ پائیں گے کہ

Under Article 73 of the Constitution; "Money Bills are exclusively within the jurisdiction of the National Assembly and after they are passed by it, are presented to the President for assent without being transmitted to the Senate."

اس پر کمیٹی نے جو رائے ظاہر کی ہے وہ یہ ہے کہ

"In the United States while the Money Bills originate in the House of representatives, the Senate can propose amendments involving increases or decreases of expenditure and or reduction or rejection of a demand for grants."

In the United Kingdom while there is no discussion on the budget in the House of Lords, it can have discussion on general financial policy on the basis of a motion by a member. Similarly, the House can hold direct discussion on the budget by discussing the appropriation in Finance Bills. It can not reject a Money Bill which can only be delayed up to a month.

In India also, Money Bills originate in the *Lok Sabha* but are transmitted to *Rajya Sabha*, which must return them with m 14 days.In clause by clause discussion on Money Bills, amendments are possible but they can adopted only if *Lok Sabha* accepts them. Despite the principle of primacy of the House or representatives in matters of Money Bills in most of the countries with bi-cameral legislatures, there is a defined rule for the second House as shown above. Australia, Canada, Switzerland, Yougoslavia and Russia are some other instances in point.

In vies of this almost universal tradition and the fact that the Senate in Pakistan is an elected body and the guardian of the Federal in principle, the Senate role in financial matters needs further consideration.

دوسرے الفاظ میں سینیٹ کی اس اہم کمیٹی نے جس میں سینیٹ کے تقریباً ۱۵ ارکان ممبر تھے بلا لحاظ party affiliation کے اس مسئلے پر غور کر کے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ میں نے خود اس سال کے بجٹ سے پہلے ایک ایک سلسلہ مضامین لکھا تھا جو "مسلم" میں شائع ہوا۔ اس میں میں نے اس مسئلے کو اٹھایا کہ بجٹ بنانے کا طریقہ، اور بجٹ کے معاملے میں سینیٹ کا رول، اس پر در اصل غور ہونا چاہیئے اور پھر محترم کوثر نیازی صاحب یہ ریزولیوشن سینیٹ کے سامنے لائے جس پر ہم اس وقت discussion کر رہے ہیں۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں برطانیہ کی خاص روایت سے ہٹ کر غور کرنا چاہیئے۔ برطانیہ میں صورتحال یہ تھی کہ پہلے سارے اختیارات ہاؤس آف لارڈز کو حاصل تھے۔ اور ہاؤس آف کامنز (Commons) نے آہستہ آہستہ اس سے اختیارات چھینے۔ اور بڑی کشمکش اس سلسلے میں ہوئی۔ اور بالآخر ۱۹۱۱ء کا قانون بنا۔ لیکن دنیا کے دوسرے ممالک میں خاص طور پر جہاں فیڈرل سسٹم ہے جہاں bi-cameral یعنی دو ہاؤسز کا سسٹم اختیار کیا گیا ہے وہاں لازماً کوئی تصادم، کوئی کشمکش کوئی پیکار ان کے درمیان نہیں ہوتی بلکہ division of power کے معروف اصول کی روشنی میں اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ دونوں ایوانوں میں ان کے اختیارات کو تقسیم کیا جائے۔ تقریباً ۲۲ ممالک میں جہاں bicameral system ہے دو کو چھوڑ کر تمام کے دونوں ایوانوں میں فنانس بل زیر غور آتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ہمیں اس بارے میں تین ماڈل ملتے ہیں ایک ماڈل وہ ہے کہ جہاں دونوں ایوانوں کو تقریباً مساوی حیثیت حاصل ہے جیسے امریکہ، ان ممالک میں چونکہ دونوں directly elected Houses ہیں اس لیے Money Bills کے معاملے میں ان کو تقریباً مساوی اختیارات حاصل ہیں یہ مثالیں بھی ہیں کہ جوائنٹ سیشن میں بجٹ پیش کیا جاتا ہے، ڈسکشن الگ الگ ہوتی ہے۔ ایسی مثالیں بھی ہیں جہاں پر ایک سال لوئر ہاؤس میں اور دوسرے سال اپر ہاؤس میں alternately بجٹ پیش کیا جاتا ہے تاکہ presentation میں مساوات قائم رہے۔ ان بائیس میں سے پانچ چھ ممالک ایسے ہیں جہاں پر دونوں کو بالکل مساوی اختیارات

حاصل ہیں ۔ اکثریت ان ممالک کی ہے کہ جہاں پر نیشنل اسمبلی یا لوئر ہاؤس یا House of Representative کو نسبتاً زیادہ اختیارات حاصل ہیں ۔ اور اپر ہاؤس، سیکنڈ چیمبر یا House of Deputies جو بھی شکل دی جائے اس کو نسبتاً کم اختیار حاصل ہے ۔ لیکن پاکستان اور ایک ملک اور ان دو کے سوا کہیں ایسا نہیں ہے کہ جہاں اپر ہاؤس کو بالکل exclude کر دیا گیا ہو ۔ اسے اس معاملے میں بات کرنے کا کوئی اختیار ہی نہ ہو بائیس میں سے تقریباً پندرہ سولہ ممالک ایسے ہیں جہاں سیکنڈ چیمبر مالی معاملات پر غور کرتا ہے۔ پالیسی کے معاملات پر اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے ۔ کچھ مقامات پر اسے ترمیم تک کا حق ہے، جیسے انڈیا۔ لیکن وہ ترامیم دوبارہ پھر House of Representaties یا لوک سبھا میں ان کے approval کے لیے جاتی ہیں ۔ کچھ مقامات پر ان کو delay کرنے کا اختیار حاصل ہے اور پارلیمانی زندگی میں صرف delay کرنا بھی ایک بڑا اہم factor ہے اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک متبادل نقطہ نظر بھی قوم کے سامنے آ سکے، پارلیمنٹ کے سامنے آسکے، نیشنل اسمبلی کے سامنے آ سکے ۔ اور وہ خود ان معاملات پر غور کر سکتے ۔

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کو دونوں ایوانوں کے درمیان کسی تنازعہ، کسی کشمکش کے تناظر میں نہ دیکھیں بلکہ یہ دیکھیئے کہ کس طرح ایک ملک کے منتخب نمائندے اپنا کردار مؤثر ترین انداز میں ادا کر سکتے ہیں ۔ اور فیڈرل سسٹم کے اندر تو یہ بے پناہ ضروری ہے کہ سیکنڈ چیمبر جس کو federating units کی بنیاد پر بنایا جاتا ہے اور ہمارے ملک میں ہماری جو سینیٹ ہے اس میں فیڈرل یونٹ کے علاوہ ایک اور پہلو کا اضافہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارا اپنا جو electoral college ہے، یعنی

[Prof. Khurshid Ahmed]

constituency ہے۔ یہ ایک جنرل constituency ہے، ایک سپیشلائزڈ constituency ہے۔ اور مقصد اس کا یہ ہے کہ اس چیمبر کے اندر وہ لوگ جو تجربہ رکھتے ہیں قانون کے معاملات میں معاشیات کے معاملے میں information of sciences کے معاملات میں انجینئرنگ میں، علمائے کرام یعنی وہ افراد لائیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں کچھ ایسا contribution کیا ہے جو nationally recognized ہے۔ ہر صوبے سے پانچ افراد آپ ایسے لائیں۔ دوسرے الفاظ میں اس بات کی ضرورت ہم نے محسوس کی کہ ایک ایسا ہاؤس ہو کہ جو اپنی فکری اور علمی اعتبار سے بھی اور federating units کے مفاد کے تحت اس کے اعتبار سے بھی ایک کردار ادا کر سکے۔ یہ بڑا ظلم ہے کہ ایک ایسے ہاؤس کو Money Bills کے معاملات میں یکسر غیر مؤثر بنا دیا گیا ہے۔ اور یہ بڑا بنیادی مسئلہ ہے اس لیے اس پر غور ہونا چاہیئے۔ البتہ اصل ریزولیوشن میں ایک خامی تھی اور وہ یہ کہ اس میں ساری توجہ بجٹ پر مرکوز کی گئی ہے جب کہ اگر آپ دستور کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ بجٹ در اصل Money Bill کی ایک شکل ہے لیکن بجٹ کے علاوہ بھی Money Bills ہیں۔ اور خود بجٹ بھی اپنی آخری شکل میں جب پاس کیا جاتا ہے تو وہ ایک Money Bill ہی کی صورت میں قانون تصور کیا جاتا ہے۔ تو اس بنا پر اس میں یہ فنی خامی تھی کہ بجٹ کی بات تو اس میں آ گئی لیکن جو وسیع تر اور بنیادی چیز تھی یعنی Money Bill اور جس کا ذکر کیے بغیر خود بجٹ کو بھی آخری قانونی شکل نہیں دی جا سکتی وہ زیر بحث نہ آ سکی۔ اس لیے میں نے اپنی ترمیم کے ذریعے اس قرارداد کو زیادہ مؤثر بنانے کی کوشش کی ہے تاکہ جو دستوری

خلا ہے یعنی Money Bill وہ زیر غور آئے۔ اسے پیش کیا جائے نیشنل اسمبلی میں لیکن اسے سینیٹ میں بھی زیر غور لایا جائے۔

دوسری چیز جناب والا! میں نے اپنی ترمیم کے ذریعے سے یہ بات سامنے رکھی ہے کہ یہ بات سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے درمیان ایک فٹ بال نہ بن جائے۔ بلکہ میں تجویز کر رہا ہوں کہ ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جس میں سینیٹرز اور نیشنل اسمبلی کے ارکان مل کر بیٹھیں اور باہم افہام و تفہیم کے ذریعے (میری خواہش ہے کہ متفقہ طور پر) دسویں ترمیم لائیں۔ اور تیسری چیز بطور ترمیم میں نے یہ بھی رکھ دی ہے کہ بلاشبہ چونکہ پاکستان میں سینیٹ directly elected نہیں ہے۔ نیشنل اسمبلی کے ہمارے ساتھی یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ directly **elected** اور indirectly elected ایوانوں کے درمیان Money Bills کے بارے میں کچھ نہ کچھ فرق ہونا چاہیئے۔ میں نے اس کی گنجائش رکھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جس طرح امریکہ میں ۱۹۱۳ء تک سینیٹ indirectly elected تھی۔ لیکن Money Bills میں اس کو اختیارات حاصل تھے اور جب وہ directly elected ہو گئی تو اسے پورے اختیار دیئے گئے۔ ہمارے ملک میں بھی سینیٹ کو directly elected ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر directly elected نہیں ہے تو ہم Money Bills کے معاملے میں کچھ فرق رکھ سکتے ہیں۔ لیکن total exclusion of jurisdiction کے لیے کوئی جواز نہیں ہو سکتا۔ اور میں آپ کے سامنے مثال رکھنا چاہتا ہوں کہ کم از کم Nietherland کے اندر جو ایک معروف جمہوری ملک ہے Upper House is indirectly elected لیکن Money Bill

[Prof. Khurshid Ahmed]

میں اسے مساوی اختیارات حاصل ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ۔۔۔ indirectly elected سیکنڈ چیمبر کو مکمل اختیارات نہیں دیئے گئے ایسی مثالیں بھی موجود ہیں۔ لیکن میں اس کا مطالبہ نہیں کرتا میں صرف یہ کہتا ہوں کہ بجٹ کو Money Bills کو یہاں زیر غور آنا چاہیئے ان پر بحث ہو اور بحث کے بعد کم سے کم اسے یہ اختیار ہونا چاہیئے کہ ہم اسے delay کر سکیں یا امنڈمنٹ تجویز کر سکیں اور پھر وہ ترمیم چاہے نیشنل اسمبلی میں دوبارہ چلی جائے اور ان کی final approval ہو اس کا راستہ میں نے کھولا ہے۔

جناب والا! میری ترمیم کے تین بنیادی پہلو ہیں پہلا پہلو یہ ہے کہ ریزولیوشن کے دائرہ کار کو وسیع کر کے مؤثر کیا جائے۔ اور بجٹ کے ساتھ ساتھ تمام Money Bills اسکے دائرہ کار میں لایا جائے۔ دوسرا یہ کہ ایک ایسی مشینری بنائی جائے جس میں افہام و تفہیم کے ذریعے سے ایک ایسی دستوری ترمیم آ سکے جس کے نتیجے کے طور پر ایک طرف سینیٹ کو اس کا حق مل جائے اور دوسری طرف نیشنل اسمبلی کو یہ احساس نہ ہو کہ اس کا کوئی حق چھینا جا رہا ہے۔ ہم نیشنل اسمبلی کے کسی اختیار کو کم نہیں کر رہے۔ میں دہرانا چاہتا ہوں۔ ہم نیشنل اسمبلی کے کسی اختیار کو کم نہیں کر رہے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ سینیٹ بھی ان کی معاونت کرے ملک کے مالی معاملات میں، بجٹ سازی میں اس کو approve کرنے میں اور اس کا کوئی راستہ نکلنا چاہیئے۔ اور یہ راستہ ہم دونوں کو strengthen کرے گا کسی کو weak نہیں کرے گا۔ اور تیسری چیز یہ کہ اگر مساوی اختیار نہ ہو تو کم از کم غیر مساوی اختیار لازماً دیا جائے اور اس میں یہ تینوں چیزیں شامل ہیں۔ (۱) مالی معاملات پر ڈسکشن

(۲) مالی بل کو delay کرنا اور (۳) مالی بل میں ترمیم تجویز کرنا جسے نیشنل اسمبلی بعد میں approve کر سکے۔ تو یہ ہے وہ فریم ورک جسے سامنے رکھ کر میں نے اپنی ترامیم پیش کی ہیں۔

جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی بات کہنے کا موقع دیا لیکن میں پورے خلوص کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میری گزارشات نہ سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے درمیان کسی کشمکش کے پس منظر میں ہیں اور نہ حکومت اور اپوزیشن کے انداز میں بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ ایوان مؤثر ہو اس ملک میں معاشی معاملات میں decision making کا نظام بہتر بنے۔ اس کی کوالٹی بہتر ہو اور قوم کے سامنے ایک اعلیٰ مثال ہم پیش کر سکیں اور اس طرح ہم بہتر نتیجے پر پہنچ سکیں۔ شکریہ!

Mr. Chairman : When the amendment was moved on the last occasion, it was opposed, I think.

Mr. Wasim Sajjad : Yes Sir. opposed.

Mr. Chairman : It was opposed, right. Mr. Javed Jabbar Sahib.

Mr. Javed Jabbar : I rise to support the resolution that has been moved by Senator Maulana Kausar Niazi and the amendments as moved by Prof. Khurshid thought at some point I will try to make apparent what I would have wished to add a further amendment but I am deliberately withholding it.

Mr. Chairman : I think, for the time being we are discussing only the amendment.

Mr. Javed Jabbar : Yes, Sir, and I wish to confine my stateme to it. Sir, looking at the amendments, I think, one should look at the ro of the Senate in terms of what it was visualized to be in the 1973 Cons tution when that Constitution was drafted was drafted. What was the sta of the inter-provincial relationship ? What has happened to the inte provincial relationship in the last fourteen years and, therefore, what ha happened to the role of the Senate after the restitution of democracy

Mr. Chairman, I believe that there has been a basic change in th relationship between the four provinces of the federation. At the time whe the 1973 Constitution was framed, the people of Pakistan were recoverin from the trauma of 1971. At that stage, it was felt that this Constitutio guaranteed an equitable relationship for all the four provinces. However the continuation of the conventional economic structure in our society an the structure has now demonstrated that the people of three smaller pro vinces are convinced that even if one were to apply the letter of the 1973 Constitution which in many respects is not applied, even if it one were to do that the basic realities have now changed, that it is now necessary to re-examine the provisions of the Constitution which enable that smalle provinces to ensure genuine and effective control over the distribution o the resources of the Federation and the most fundamental resource being the financial resource.

As we are well aware this has become a subject of intensive concern in all three provinces, and when I say this I am not necessarily saying that the largest of the four provinces is necessarily an exploitative province. But I am simply pointing out that the reality on the ground in 1988, is basically different from the role of the Senate visualised in the 73 Constitution, therefore, when the amendments or the amendments seek to bring about a consultative process in order to give the Senate this role, I think, they fulfill a reflection on the ground reality.

Sir, secondly, it should also be noted that while there are many examples of indirectly elected Senates also being allowed financial powers, in Pakistan today as a consequence of the change in that situation, which I have just identified, there is a need to have a directly elected Senate because there can be no dispute with the fact that only directly elected legislatures have complete jurisidction over Money Bills. But we are realistic enough to know that an indirectly elected Senate in the present system and the present conditions of Pakistan may be too wishful that a directly elected Senate may have to wait not just till the next general elections but possibly till the election after that. And because it requires a change which I have referred to earlier in the basic past structure of society and this is a great

rivilege which that past structure is not going to give up so easily the elative ease with which provincial Assemblies can be guided or requested to lect members of the Senate as per their choice and this brings me Sir, o the irony that whereas the Senate is meant to protect the interests of all our provinces particularly the smaller or the weaker or the under resourced rovinces ironically and particularly now in Pakistan's present history when ne and the same political party is in power at the Federal level and in the our provinces a blurring and a greying of the role of the Senate occurs. n theory the Senate is supposed to protect all four provinces but in practice s we have seen when the same political party works at all five places then he role of the Senate is automatically diminished then even if the entiments and aspirations of the people of the three smaller provinces re contrary to what the ruling party's majorities in the three Assemblies might represent. They are unable to implement or influence policy at the Federal level, therefore the present situation itself is the best illustrator. Because this present Parliament was created from a non party concept which for a limited purpose had a validity but time and events have illustrated that this Parliament does not, as it never did, reflects the full political reality of Pakistan. We, therefore had in the past and continue to advocate party based general elections at the earliest possible time but in this particular respect where I support the amendments and the resolution, the intent is that until party-based general elections can take place and onee is not even certain that they will take place, I hope that they do and one works for that cause one must at least try to give the Senate the right, the opportunity, the ability to really fulfil even its theoretical function which is written on paper, which is to provide an equitable forum for all four provinces of the Federation.

Sir, I would like to point out that there were two comments made by the honourable Minister for Justice and Parliamentary Affairs in a press statement or in interview that has been reported either in today's newspapers and partially yesterday's, commenting on the potential role of the Senate in finance Bills and he has made two observations. He has said that because of the time factor the sheer fact that by referring a Money Bill to the Upper House it will protract and prolong the concept of a budgetory debate, it is not practical, No. 1 and No. 2, he has come out with a rather surprising observation that whereas in the Assembly the ruling party has a clear majority it is possible that in the Upper House the ruling party will not have a majority which I don't think he means seriously because in the Senate as we well know the Government is fortunate enough to command a 2/3rd majority and as long as an indirectly elected system prevails and Pakistan's

[Mr. Javed Jabbar]

present economic and political power systems prevail, it will ensure that the Provincial Assemblies elect only those members to the Senate who subscribe to the philosophy and the programme of the party in power at the Federal level. This is what the practical consequences are.

Now, as to the honourable Minister's first observation about the time factor, I find this unacceptable because he being a reasonably well informed parliamentarian by now after 1½ years should be cognizant of the fact that all over the world wherever bi-cameral legislative systems operate, the time factor has never been a problem when it comes to considering budgetory allocations or Money Bills and I will cite here Sir, five examples because these five examples are from bi-cameral systems, each of them has a separate system for the composition of the Senate. The *Rajya Sabha* as we know has 250 members of which 12 are appointed or nominated by the Head of State from fields of literature and arts whereas the rest are elected on a unitary principle by the provincial legislatures & even there as has already been pointed out, the *Rajya Sabha* has the authority to look at Money Bills. Let us take Australia where in contrast to the *Rajya Sabha* with an indirect system we have a Senate which is directly elected. Ten Senators from each of the 6 State plus a certain number of other Senators representing other territories of Australia and there while the Money Bill cannot be initiated in the Senate, the Senate has veto power on all Bills that are introduced into the Assembly or that are referred to the Senate. So, we have a contrast between the *Rajya Sabha* in India the Senate in Australia.

The third example Sir, I would like to quote is of Canada wherein contrast to these other two systems all the members of the Canadian Senate are personally selected and appointed by the Prime Minister of Canada and yet even in this entirely appointed and nominated Upper House even there the Senate has some kind of token role at least to play in being able to give a comment on all matters that relate to the Government of Canada. We then go to France Sir, where in contrast to all these three examples the method of election of the Senate is entirely different. There are four electoral systems which together combined to create the Senate of France in which the Deputies, the Municipal Councillors, the various Divisional representatives they constitute one electoral college then certain Senators are elected to represent overseas French territories. So, in all one can say, it is an entirely different system of election but even there the French Senate also has financial power even though it is once again as in the case of Pakistan indirectly elected. And the last example Sir, I would like to cite is an interesting example because it is a monarchy. Thiland, where as many as out of 225 members of the Senate all of whom are appointed, I believe 3/4ths

represent the Armed Forces of Thailand. Now, that is a completely extreme example but even in Thailand the Senate, the Upper House of Parliament has the authority to look at Money Bills.

Therefore, Sir, there is a conclusive case here for considering the amendments to the resolution and for considering the resolution itself with the proviso that I believe that only a directly elected Senate will truly reflect the new inter-provincial realities of Pakistan. As you are aware I have submitted a resolution which has been balotted but has not yet been able to find its place on the Orders of the Day, I hope it will and it will afford us an opportunity to consider other dimensions. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you very much. Qazi Abdul Latif Sahib.

قاضی عبداللطیف : جناب چیئرمین! میں اس قرارداد اور اس ترمیم کی حمایت کرتا ہوں۔ میرے خیال میں ملک کے اندر اس وقت صوبائی یا طبقاتی کشمکش کو زیادہ ہوا دی جا رہی ہے اس کو فرو کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس ایوان کو بھی بجٹ پر بحث کا اختیار دیا جائے اس لیے کہ یہاں تمام صوبوں کی نمائندگی مساوی ہے۔ جہاں تک جمہوریت کے استحکام کا تعلق ہے اگر یہ حکومت واقعتاً اس ایوان کو بجٹ پر بھی بحث کا اختیار دے دیتی ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ تاریخ میں یہ جمہوریت کے استحکام کا ایک سنہری باب ہوگا کسی فرد سے اس کا تعلق نہیں، اس ایوان کے ان ممبروں سے اس کا تعلق نہیں بلکہ یہ ایک تاریخی کارنامہ ہوگا۔ اور جن ممالک کے اندر آج تک یہ طریق کار اختیار کیا گیا ہے جن کے حوالہ جات ہمارے پروفیسر صاحب نے دیئے ہیں وہاں پر یہ نظام تقسیم اموال کے لحاظ سے بڑے اچھے پیمانے پر کامیاب رہا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ان کے اس تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں بھی اس کو

اپنانا چاہیئے اور اس صوبائی اور طبقاتی کشمکش کو ختم کرنے کے لیے یہ ایک بہترین طریق کار ہو گا۔ بس اتنی مختصر گزارش کے ساتھ ان کی تائید کرتا ہوں۔

Mr. Chairman : Any one else, for or against the Government ?

جناب میر داد خیل صاحب کیا آپ بولنا چاہتے ہیں؟

جناب عبدالرحیم میر داد خیل : اتنا نہیں بول سکتا لیکن بہر حال فرض ادا کروں گا تاکہ حاضری لگ جائے۔

جناب چیئرمین : وہ لگ چکی ہے۔

جناب عبدالرحیم میر داد خیل : گزارش یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کی میں مکمل تائید کرتا ہوں اور ہمیشہ یہ چاہتا ہوں کہ یہ ایوان بالا جو ہے اس کو اوّلیت دی جائے نہ کہ اس کو ثانوی حیثیت۔ جیسا کہ ہم اس ہاؤس میں آتے ہیں تو راستے میں پہلے قومی اسمبلی اور پھر دوسرے درجے پر سینیٹ لکھا ہے اور اس کی یہ ثانوی حیثیت ختم ہونی چاہیئے۔ اور اس کی ایک Value ہونی چاہیئے اصل حقیقت یہ ہے کہ پارلیمنٹ جو جمہوریت کا مغز ہے اس کو اہم کردار ادا کرنے میں مدد ملے گی اور اس کی Value بڑھانے سے اس کے وقار میں اضافہ ہو گا۔

جناب چیئرمین : شکریہ! جناب پروفیسر صاحب

پروفیسر خورشید احمد : کیا کمیٹی کے ارکان سے جنہوں نے کمیٹی میں اس خیال کی تائید کی تھی ہم یہ توقع رکھیں کہ کم از کم وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں اور اس ایوان کو بھی اپنی آراء سے مستفید ہونے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین : آپ نے اس کی طرف اشارہ بہت پہلے بھی کیا تھا۔

پروفیسر خورشید احمد : اشارہ انہوں نے سمجھا نہیں اس لیے مجھے کھل کر کہنا پڑا۔

جناب چیئرمین : جناب میر داد خیل صاحب کا جو پوائنٹ ہے اس کے متعلق میں ان کی توجہ آرٹیکل ۵۰ کی طرف مبذول کراؤں گا جس میں یہ ذکر ہے۔

"50, There shall be a *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of Pakistan"

ایک مجلس شوریٰ ہونی چاہیئے جو

". . . consisting of the President and two Houses to be known respectively as the National Assembly and the Senate".

یہ جہاں سے سب کچھ کا آغاز ہوتا ہے وہاں پر ناموں کا جہاں تک تعلق ہے نیشنل اسمبلی کا نام پہلے آتا ہے سینیٹ کا بعد میں آتا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ.... In Order of Precedence

جناب چیئرمین : یہ نہیں کہا in Order of Procedence نیشنل اسمبلی کا نام پہلے آ رہا ہے۔

قاضی عبداللطیف : لیکن پروٹوکول کے اندر اس کا طریق کار کیا ہوتا ہے ؟

جناب چیئرمین : پروٹوکول الگ ہے۔ جناب وزیر خزانہ صاحب۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : اس ایوان کے سامنے آج جو مسئلہ درپیش ہے وہ بہت اہم بھی ہے اور بہت نازک بھی۔ اس اسٹیج پر میں اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنا مناسب نہیں سمجھتا اس وقت جس چیز کے بارے میں میں اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آیا اس مسئلے کا فیصلہ ایک قرارداد کے ذریعے کیا جائے یا کیا جانا مناسب ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں پہلے قرارداد کی حدود کا بھی تعین کر لیں کہ قرارداد ہے کیا؟ اصل قرارداد میں ایک ترمیم تجویز کی گئی ہے اگر آپ اپنے ارشادات قرارداد تک محدود رکھیں تو میرے خیال میں معاملہ آسان ہو جائے گا۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں قرارداد اور ترامیم دونوں کے بارے میں ایک ہی وقت میں معزز ایوان کا وقت لے لوں اور اس کے بعد . . . . . .

جناب چیئرمین : وہ قاعدے کے خلاف ہو گا اور ایوان کے لیے بھی مشکل ہو جائے گا کہ ایک کو ریجیکٹ کریں یا دونوں کو ریجیکٹ کریں یا دونوں کو منظور کریں یا ایک کو منظور کریں۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ بنیادی طور پر قرارداد کے ذریعے اظہار نہیں ہونا چاہیئے اور جب قرارداد کے ذریعے اظہار نہیں ہونا چاہیئے تو ترامیم کو بھی فاضل ممبر قرارداد کا حصہ بنانا چاہتے ہیں وہ بھی اسی بات میں آئے گی اور جب میں اپنے دلائل دے رہا ہوں گا اس میں ظاہر ہے ترامیم کا بھی ذکر ہو گا۔ جناب والا! عرض یہ ہے میں نے اس بات کو واضح

کیا ہے میں اس وقت اس بات پر دلائل نہیں دوں گا آیا بجٹ کو اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے یا نہیں یا آیا **Money Bills** کو اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے یا نہیں۔ میں اس وقت اس مسئلے پر بحث نہیں کر رہا ہیں اس وقت اس مسئلے پر بحث کرنا چاہتا ہوں آیا کہ اس امر کا فیصلہ بذریعہ قرارداد کرنا مناسب ہو گا یا نہیں۔ جناب والا! اگر آپ قرارداد کو پاس کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہی لوگ جن کو آئین کی ترمیم کا اختیار ہے وہ اپنے اس حق کو تو استعمال نہیں فرما رہے جو انہیں آئین کو ترمیم کرنے کا حق ہے بلکہ اس کی بجائے وہ آئین میں ترمیم ایک قرار داد کے ذریعے لانا چاہتے ہیں اور قرار داد کے ذریعے فرما کیا رہے ہیں۔ قرار داد کے ذریعے یہ فرما رہے ہیں کہ آئین میں ترمیم کی بجائے ایک ایسا عمل کیا جائے جس کا عملاً مقصد یہ ہو گا کہ آئین میں ترمیم ہو اور وہ کس کو کہہ رہے ہیں حکومت کو کہہ رہے ہیں حالانکہ حکومت کی بجائے آئین میں ترمیم کا حق اس معزز ایوان کو حاصل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرار داد جو ہے وہ محض ایک اکثریت سے پاس کی جا سکتی ہے جب کہ آئین کی ترمیم دو تہائی ممبران کی تائید سے ممکن ہے اس کے بغیر ممکن ہی نہیں اس لیے یہ بات نا مناسب ہے کہ آئین کی ترمیم کے لیے قرار داد کا ذریعہ اختیار کیا جائے کیونکہ یہی ایوان آئین میں ترمیم کرنے کا اختیار رکھتا ہے دوسرا یہ ہے کہ قرار داد محض اکثریت سے پاس کی جا سکتی ہے۔ تو محض اکثریت سے آپ عملاً دو تہائی کے اختیارات کے خلاف کام کر رہے ہوں گے۔ اگر ہم محض اکثریت کے ذریعے آئین کی ترمیم کی بات کریں۔ پھر جناب تیسری بات یہ ہے کہ آپ حکومت کو فرما رہے ہیں کہ وہ ترمیم کرے حکومت

[Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo]

کے لیے نیشنل اسمبلی میں اکثریت کا ہونا ضروری ہے لیکن محض اکثریت کا ہونا ضروری ہے دو تہائی میجارٹی کا ہونا ضروری نہیں ہے اور پھر یہ ایک ایسا نازک مسئلہ ہے جو دو ایوانوں سے متعلق ہے اور حکومت کو مجبور کرنا کہ حکومت اس ذمہ داری کو نبھائے حالانکہ ریزولیوشن کے مطابق تو یہ ہے کہ ایسا مسئلہ ہو تو اس پر قرار داد پیش ہو سکتی ہے

"It shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government".

اس میں — Primarily concern of the Government نہیں ہے primarily یہ concern ہے of both Houses of Parliament — چنانچہ آئین میں ترمیم کے لیے قرار داد پاس کر کے ہم کوئی بہت اچھی روایت قائم نہیں کر رہے ۔ اچھی روایت یہ ہے کہ آئین کی ترمیم آئینی ترمیمی بل سے کی جائے۔ جناب والا! ایک اور مسئلہ بھی ہے کہ فرض کر لیجئے کہ یہ معزز ایوان اس قرار داد کو پاس کر دیتا ہے تو حکومت کو گویا اس ایوان نے حکم دے دیا کہ وہ دوسرے ایوان میں بھی — اس قرار داد کے لیے دو تہائی ممبران کی سپورٹ ہر قیمت پر حاصل کرے اور اس ایوان میں بھی ہر قیمت پر حاصل کرے حالانکہ قرار داد جو ہے وہ محض اکثریت سے پاس کی جا سکتی ہے ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ معاملہ چونکہ نازک ہے معاملہ دو ایوانوں سے متعلق ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہم اس بارے میں جلدی بھی نہ کریں ۔ اور اس قرار داد کے ذریعے آئینی ترمیم کرنے کو پاس نہ کریں ہاں مسئلہ اہمیت طلب ہے مسئلہ نازک

بھی ہے اور توجہ طلب بھی ہے یوں بھی نہیں کہ ہم اس مسئلے کو یونہی چھوڑ دیں۔ اس مسئلہ پر ہمیں غور کرنا چاہیئے لیکن غور کرنے کا ذریعہ جو ہے اس کے متعلق میں آپ کی اجازت سے یہ کہوں گا۔۔۔۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس اسٹیج پران amendments کو dispose of کر دیں جس کی آپ نے مخالفت کی ہے اور reasons بھی دی ہیں۔ پھر main resolution پر جب آئیں گے تو پھر یہی طریقہ ہو گا کیونکہ بہت سارے ممبران اس پر ابھی بولے ہی نہیں۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! پھر جو امنڈمنٹ ابھی فاضل ممبر نے پیش کی ہے، اس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے، یعنی پہلے ہی یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ نیشنل اسمبلی کے پانچ اور سینیٹ کے پانچ ممبران صاحبان ہوں جو کیا کریں؛ وہ یعنی

The Chairman of the Senate & the Speaker of the National Assembly to prepare the draft of a constitutional amendment enabling the Senate of Pakistan to discuss all Money Bills including the budget immediately after they are introduced in the National Assembly, and, send the Bill back to the National Assembly within 15 days of its presentation in the Senate with its comments.

گویا پہلے ہی انہوں نے determine کر دیا کہ یہ کمیٹی جو ہو گی یہ آئین میں ترامیم بھی تجویز کرے گی اور یہ یہ ترامیم تجویز کرے گی۔

تو عملی طور پر گویا یوں آپ نے حکم دے دیا کہ اس قرارداد کے ذریعہ آئین کی ترمیم کر دی جائے۔ حالانکہ اس کے لیے باقاعدہ واضح موجود ہے۔ اس معزز ایوان کا بھی اختیار ہے اور دوسرے معزز

[Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo]

ایوان کا بھی اختیار ہے۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ یہ جو ترامیم ہیں، یہ نا مناسب ہیں اور یہ ہماری کارگزاری کو نا مناسب طریقے سے متاثر کریں گی۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ انہیں نا منظور فرمایا جائے۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر، گزارش یہ ہے کہ ہمارے قابل احترام وزیر صاحب نے جو کچھ فرمایا، ہم نے سن لیا اور انہوں نے ہمیں جو ہدایات دی ہیں کہ قرار داد کے ذریعہ یہ کام نہیں ہو سکتا بلکہ بل کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم قرار داد پیش کرتے ہیں تو کہتے ہیں، کہ یہ قرار داد کا قصہ نہیں ہے، اگر ہم بل لاتے ہیں تو اسے مسترد کر دیتے ہیں، اسے اپنے وقار کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ اس لیے اگر وہ مہربانی کریں اور ہمیں بل پیش کرنے دیں اور یہ اقرار کریں کہ ہم اس پر واقعتاً آپ کی حمایت کریں گے، تو اس کے لیے ہم تیار ہیں۔ یا اگر وہ یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ ہم بل لا رہے ہیں پھر بھی ٹھیک ہے لیکن اگر محض یہ ٹالنے کا ذریعہ ہے کہ نہیں ... اس کو بھی ختم کیا جائے علاوہ ازیں انہوں نے ان دلائل کا بھی کوئی حوالہ نہیں دیا جو پروفیسر صاحب نے دیئے یا جس جذبہ سے کوثر نیازی صاحب نے یہ قرار داد پیش کی تھی، اس کے متعلق تو ہمارے وزیر صاحب نے کچھ فرمایا ہی نہیں۔ اب اکثریت کی بنا پر، ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ساتھ وہی حشر ہوگا جو ہونا ہے لیکن میں اتنی گزارش کروں گا کہ اگر وہ یقین دہانی کرا دیں کہ واقعتاً ہم بل لائیں گے تو وہ مخالفت نہیں کریں گے تو میرا خیال ہے کہ جب میں مولانا کوثر نیازی صاحب سے درخواست کروں گا تو، وہ اسے واپس لے لیں گے اور اگر ہمیں یہ موقع دیتے ہیں کہ ہم بل پیش کریں تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم نے پہلے اپنے بلوں کا حشر دیکھا

ہوا ہے۔ وسیم سجاد صاحب ہمارے مہربان بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں پتہ ہے کہ جو حشر اس کا وہ کریں گے تو اس صورت میں ہمیں بل لانے کا کیا فائدہ ہو گا۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! محترم وزیر خزانہ نے جو سچی بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ موضوع اہم بھی ہے اور نازک بھی اور کم از کم انہیں اس بات کی گواہی دینا چاہیئے کہ میرے ساتھی محترم کوثر نیازی صاحب، جناب جاوید جبار صاحب نے اور میں نے بھی اپنی گزارشات پیش کرتے ہوئے ان دونوں پہلوؤں کو بھی سامنے رکھا ہے۔ اور اس کی اہمیت کو اور اس کی نزاکت کو بھی انہوں نے جن دلائل کا سہارا لیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ میں ان جیسے معروف پارلیمینٹیرین سے اتنے کمزور دلائل کی توقع نہیں رکھتا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ایوان اختیار رکھتا ہے دستوری ترمیم لانے کا تو پھر آخر یہ دستوری ترمیم کی بجائے قرار داد کیوں لا رہے ہیں۔۔ میں ان کو یاد دلاؤں گا کہ اس ایوان میں اور نیشنل اسمبلی میں بھی، آٹھواں ترمیمی بل منظور کرتے وقت سرکاری پارٹی اور اپوزیشن دونوں کے اتفاق رائے سے ایک قرار داد پاس ہوئی تھی اور اس قرار داد میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اسی سیشن میں نواں دستوری ترمیمی بل لایا جائے گا۔ اور اس نویں ترمیمی بل کے خدو خال، اور اس کے جو contexts تھے، وہ بھی لکھ دیئے گئے تھے، اس بل کو جناب پرائم منسٹر نے approve کیا تھا، اس بل کو باہم مشورے کے بعد سرکاری پارٹی کے ایک ممبر، اگر مجھے صحیح یاد ہے تو شاید وہ پروفیسر محمود تھے جنہوں نے وہاں پر اسے move کیا جسے نیشنل

[Prof. Khurshid Ahmed]

اسمبلی نے بالاتفاق منظور کیا۔ نیشنل اسمبلی دستوری ترمیم لانے کے لیے بااختیار تھی نیشنل اسمبلی با اختیار تھی کہ جو ضوابط ہیں ۲۲۹ کے تحت، انکو معطل کر کے نویں ترمیمی بل کو اسی وقت مان لیتی لیکن اس نے یہ ماسنتہ اختیار نہیں کیا، اس کے مقابلے میں اس نے یہ قرار داد منظور کی۔ اسی طریقے سے اس ایوان نے جب یہ بل منظور کیا، اس وقت کوئی دستوری مسئلہ تھا، لیکن دستوری مسئلہ کے بارے میں قرار داد کی شکل میں وزیر اعظم نے اس چیز کو منظور کیا، اس کے substance کو ایوان کے سامنے پیش کیا، جو ریکارڈ میں موجود ہے، اور اس کے بعد اس کی بنیاد پر آئندہ دستوری ترمیم لائی گئی جو نویں دستوری ترمیم تھی۔ جو کہ اس ایوان نے منظور کی تھی۔ تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معروف پارلیمانی روایات ہیں کہ دستوری ترمیم سے پہلے اظہار رائے کیا جا سکتا ہے، یہ قرار داد کی شکل میں بھی کیا جا سکتا ہے، agreement کی شکل میں کیا جا سکتا ہے، کسی سب کمیٹی کی سفارش کی شکل میں کیا جا سکتا ہے اور اسکے بعد دستوری بل آسکتا ہے

اس پر آپ ہی کے انہی ایوانوں نے، سینیٹ نے اور اسمبلی نے بھی عمل کیا ہے۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ صاحب، دستوری ترمیم کی بجائے آپ قرار داد کیوں لے آئے، میرے خیال میں یہ بڑی بودی اور غیر پارلیمانی بات ہے۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور جس کی طرف محترم قاضی عبداللطیف صاحب نے اشارہ کیا کہ ہم ایک بار نہیں، سو بار دستوری ترمیم لانے کے لیے تیار ہیں لیکن ہماری کوشش در اصل یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ اکثریت اور اقلیت کا تنازعہ ہو، آپ merits

کی بنیاد پر ان مسائل پر غور کیجئے اور اگر وزیر خزانہ اس بارے میں کوئی مثبت تجویز لاتے ہیں تو ٹھیک ہے ہم نے جو راستہ پیش کیا ہے، اس میں یہ مشکلات ہیں، تو آپ یہ ہمیں بتایئے اور کہیے کہ گورنمنٹ نے یہ راستہ تجویز کیا ہے۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! ابھی میری تقریر تو ختم ہی نہیں ہوئی، میں تو ابھی قرارداد کے بارے میں راستہ بتانے والا تھا.....

پروفیسر خورشید احمد : اگر آپ راستہ بتائیں تو ہم اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں amendinent کا تصفیہ ہو جائے، تو اس کے بعد قرارداد پر بات کرنا بہتر ہے۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! ابھی میں راستہ بتانے والا تھا..... (مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد : اگر وزیر خزانہ کوئی راستہ بتانا چاہ رہے ہیں تو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ راستہ پہلے سامنے آ جائے تاکہ اس کے بعد پھر بحث نہ ہو، لیعنی اگر وہ کوئی مثبت چیز سامنے لانا چاہتے ہیں تو ہم welcome کریں گے۔

جناب چیئرمین : سوال پہلے اس amendment سے متعلق ہے اگر ہم نے رولز کے مطابق چلنا ہے تو پہلے ہمیں amendments کو one way or the other dispose of کرنا ہو گا۔ اور اس کے بعد مولانا کوثر نیازی کے resolution پر بحث شروع ہو سکتی ہے جس پر اور بھی دلائل دیئے جا سکتے ہیں۔ باقی اصحاب اگر اس پہ بولنا

[Mr. Chairman]

چاہیں تو وہ بھی بول سکتے ہیں۔ طریقہ یہی ہے، باقی اگر آپ کوئی اور طریقہ suggest کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جی سر! اس کو dispose of کر دیں۔

Mr. Chairman : Then I will put the question as far the amendment is concerned. The question is :

"That the amendment moved by Professor Khurshid Ahmed Sahib to the resolution moved earlier by Maulana Kausar Niazi and which is under discussion be adopted."

(The amendment was negativd)

Mr. Chairman : The amendment is rejected.

قاضی عبداللطیف : آوازیں "Noes" کی زیادہ ہیں ورنہ تعداد کے لحاظ سے 'Ayes' کے حق میں زیادہ ہیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں تعداد کے لحاظ سے بھی "Noes" زیادہ ہیں۔

اب main resolution پر اگر مولانا کوثر نیازی صاحب نے پوری وضاحت نہیں کی تو پھر ان کا بطور mover حق ہے کہ اس پر اظہار رائے کریں۔

مولانا کوثر نیازی : میں جناب! اب کوئی تقریر نہیں کروں گا۔ جناب چیئرمین! جیسے کہ میرے دوست پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ ہمارے محترم وزیر خزانہ نے بڑے کمزور دلائل پیش کئے

ہیں - میں صرف اس میں اتنی ترمیم کروں گا کہ اتنے صحت مند اور توانا وزیر خزانہ نے بڑے کمزور اور بیمار دلائل پیش کئے ہیں۔...

جناب چیئرمین : بدقسمتی سے پچھلے دنوں بیمار رہے ہیں اور اپریشن بھی ہوا تھا۔

مولانا کوثر نیازی : بہر حال میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا...

میاں محمد یاسین خان وٹو : میں جناب یہ عرض کرتا ہوں کہ میرے فاضل دوستوں کو دلائل کا جواب دینا نہیں آ رہا ہے، صرف الفاظ سے ہی میری تقریر کو کمزور کہہ رہے ہیں.....

جناب چیئرمین : میرے خیال میں ایک ممبر صاحب ہی اظہار خیال فرمائیں تو بہتر ہے۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! دلائل تھے کیا؟ واقعہ یہ ہے کہ میں میاں صاحب سے بڑی رعایت کر رہا ہوں ورنہ جو confusion ان کے کلام میں تھی، اس کا جواب ہی نہیں ہے، وہ جو شاعر نے کہا ہے کہ

ع

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

ایسی بات کہی ہے کہ نہ سر ہے نہ پیر، دلائل ہوں تو میں ان کا جواب دوں۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : سبحان اللہ!

مولانا کوثر نیازی : میں ایک بات سمجھا ہوں ان کی ساری گفتگو کے ماحصل کے طور پر اور اسی پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

[Maulana Kausar Niazi]

انہوں نے کہا ہے کہ قرارداد اس کا ذریعہ نہیں ہے کہ آئین میں ترمیم کی جائے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ایک سینیٹ کے ممبر کی حیثیت سے مجھے یہ معلوم ہو کہ حکومتی بنچز اس معاملے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے تو ہم یقیناً ترمیمی بل پیش کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے لیکن یہ جب معلوم نہ ہو تو اس سے پہلے ضروری ہے کہ ہم معلوم کریں کہ ایوان کا موڈ کیا ہے حکومتی بنچز کیا سوچ رہے ہیں باہر جو پبلک ہے اس کو اپنا ہمنوا بنانے کے لیے اور یہ بتانے کے لیے کہ یہ مسئلہ کتنا اہم ہے اور اس پر حکومتی بنچز کیا ردِ عمل ظاہر کر رہے ہیں یہ ضروری ہے کہ ہم قرارداد کا راستہ اختیار کریں۔ لیکن اگر میاں صاحب اس موضوع کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے جیسا کہ انہوں نے فرمایا وہ ہم سے متفق ہیں اور وہ یہ یقین دہانی کرانے کو تیار ہیں کہ وہ آئین میں ترمیم لانے کے لیے حکومتی بنچز کو کہیں گے اور حکومتی بنچز اس پر آمادہ ہیں تو ہم قرارداد کا راستہ اختیار نہیں کریں گے، قرارداد ہم واپس لے لیں گے لیکن ظاہر ہے کہ یہ ترمیم منظور کرانا اس وقت حکومتی بنچز کا کام ہے کیونکہ وہی میجارٹی میں ہیں۔ اس لیے میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ یہ یقین دہانی کراتے کو تیار ہیں کہ ہم قرارداد withdraw کر لیں وہ آئین میں ترمیم لانے کو تیار ہیں تو ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ایک چیز کو understand کرنے کی ضرورت ہے جہاں تک ریزولیوشن کا تعلق ہے اور جن الفاظ میں اسکا ذکر کیا گیا ہے وہ بہت ہی logical ہے۔

"The House recommends that from the next financial year the national budget be laid before the Senate also and its approval by the Senate be made obligatory",

This is the first portion, which means as Maulana has just now explained that this House has to express an opinion or make a recommendation whether the budget should come to this House, or not? Now, somebody can then raise an objection that 'yes' we are agreeable but the Constitution is standng in our way, that is why, the second clause has been added by making suitable changes in the relevant Articles of the Constitution – if that is the hurdle – if the Constitution is coming in the way of placing of the budget before the Senate, then please take steps to amend the Constitution also., and as far as the amendment of the Constitution is concerned, it is according to Article 238: "The Constitution may be amended by an Act of *Majlis-e-Shoora*". This House has not got the power to amend the Constitution, it can do its part, but it has to be approved by both the Houses Then further on, it says : "A Bill to amend the Constitution may originate in either House and when the Bill has been passed by the votes of not less than two-third of the total membership of the House it shall be transmitted to the other House". Where again, it will have to undergo the same process.

So, the point is that here, what this House wants at this stage, is an expression of opinion by the nMembers of the House whether the Budget should come to this House, or no? The rest are then subsidiary steps of what should be done in order to enable this Senate to consider the Budget. So, this is how the logical order in which the motion has to be considered. Now, if people are prepared, and the mover of the motion in particular is prepared to withdraw the resolution it is his privilege but, on the basis of the assurance. Now, that assurance can be outside this resolution and this can be a part of this resolution also if you vote for this resolution, automatically, it would mean that the 'Government is also in favour of bringing the Budget before the Senate also. So, either way, I think, the choice is yours but there is not much difference between the two expressions.

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا ! میں نہایت ادب سے آپ کے ارشادات سے اختلاف کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔

[Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo] .

میں نے جیسے پہلے عرض کیا کہ قرار داد کے ذریعے لیجسلیشن کبھی بھی ایک اچھی روایت نہیں رہی اور جس ایوان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ آئین میں ترمیم کرے ۔ اگر وہ گورنمنٹ کو یا کسی اور باڈی کو سفارش کرے تو وہ بات تو اپنی جگہ پہ بجا ہے ۔ لیکن جس معزز ایوان کو خود یہ ترمیم کرنے کا اختیار ہو وہ اگر حکومت کو سفارش کرے تو جناب والا ! دو مسئلے سامنے آتے ہیں ۔ ایک تو... ... (مداخلت)

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہیے ایوان کو ضرور اختیار حاصل ہے ۔ لیکن ایوان کو ن کنٹرول کرتا ہے ؟ ایوان کو اکثریت کنٹرول کرتی ہے ۔ اکثریت کون ہے ؟ حکومت ہے ؟ ایوان سے جناب پروفیسر صاحب یا مولانا کوثر نیازی صاحب اجازت مانگتے ہیں ۔

to introduce a bill اگر اکثریت اس بل کی اجازت ہی نہیں دیتی کہ وہ آ جائے تو ایوان کو کیا اختیار ہے اگر حکومت ان کے ساتھ تعاون نہیں کرتی کیونکہ پہلا right جو پرائیویٹ ممبر کے لیے معمولی سے معمولی بل کو introduce کرنے کا ہے اس کے لیے ایوان کی اجازت لینا ضروری ہے میرے خیال میں کل یا پرسوں ایک بل متعارف ہو رہا تھا تو پہلے ایوان نے پرائیویٹ ممبر کو اجازت دیتی تھی کہ

Yes you have the leave of the House to introduce the Bill,

تو یہ آئینی ترمیم کا پہلا مرحلہ ہی ایک پرائیویٹ ممبر کے لیے اتنا مشکل ہے کہ وہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ یہ گورنمنٹ اسکو oppose کرتی ہے یہ اس کا اپنا حق ہے ان کی اپنی صوابدید پہ ہے کہ oppose کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں لیکن اس بنا پر کہ حکومت کو یا اس ایوان کو یہ حق ہے کہ وہ ایک بل move کر سکتے ہیں اس لیے ریزولیوشن نہیں لانا چاہیئے یہ میرا خیال ہے آپ کسی پارلیمانی روایت میں نہیں پائیں گے۔ بہر حال۔۔۔۔ (مداخلت)

میاں محمد یسین خان وٹو : جناب والا! اجازت دیجیئے کہ میں اپنا اختلاف قائم رکھ سکوں۔ میں آپ کے ارشادات کے خلاف دلیل میں نہیں الجھتا لیکن میں ایک اصولی بات عرض کر رہا ہوں کہ محض اکثریت کے ذریعے حکومت پر یہ بار ڈال دینا کہ وہ دوسرا ایوان جس کو پورا اختیار ہے ان کی رائے لیے بغیر ایک آئینی ترمیم کے بارے میں ایک step لے اور اگر دو تہائی اکثریت اسے نہ مل سکے تو پھر ظاہر ہے کہ اس ایوان کے احترام اور احکام میں کوتاہی ہو جائے گی۔ حالانکہ حکومت کو، حکومت میں رہنے کے لیے وہاں (قومی اسمبلی) محض اکثریت کی ضرورت ہے لیکن میں اس دلیل کو چھوڑتا ہوں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ بڑا اہم ہے اور جس کو میں سمجھتا ہوں کہ قرارداد کے ذریعے لینا مناسب نہیں ہے لیکن اسکو چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں کیونکہ آخر یہ ایک مسئلہ ہے اور اس کے بارے میں ہمارے لیے مناسب غور و خوض کرنا ضروری ہے اور چونکہ دو ایوانوں سے متعلق ہے اور دونوں ایوانوں کی دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہو گی اس

[Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo]

لیے جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے یہ تجویز کرتا ہوں کہ میں وزیر اعظم صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں اس معزز ایوان کے ممبروں پر مشتمل اور نیشنل اسمبلی کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائیں کمیٹی اس مسئلے پر غور کر کے انہیں رپورٹ کرے اور پھر مناسب اقدام کئے جائیں۔ چونکہ اس صورت میں قومی اسمبلی کو اعتماد میں لیے بغیر اگر حکومت کی طرف سے کوئی اقدام کیا گیا تو وہ نامناسب ہو گا۔ اس لیے میں استدعا کرتا ہوں کہ جناب والا ! ہمیں اجازت دی جائے کہ وزیر اعظم صاحب کو استدعا کریں کہ اس ایوان کے ممبران اور قومی اسمبلی کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنا کر اس مسئلے پر وہ ان سے رپورٹ لیں اور وہ تمام پہلوؤں پر غور و خوض کریں جیسا کہ پہلے میں نے عرض کیا تھا جناب والا ! کہ میں اس کے حسن و قبح یا اس کے merits پر بحث نہیں کرتا کیونکہ میں اس وقت یہ تجویز آپ کی خدمت میں پیش کرنے والا تھا تاکہ آئندہ اقدام اس کے مطابق عمل میں لایا جا سکے . . . .

جناب چیئرمین : تاکہ آئندہ کے لیے کوئی ابہام نہ رہے اس کمیٹی کے terms of reference آپ کیا بتاتے ہیں ؟

میاں محمد یسین خان وٹو : کمیٹی کے terms of reference اسی لائن میں ہونگے کہ آیا بجٹ اور Money Bills سینیٹ میں پیش کئے جائیں یا نہ کئے جائیں ۔ اور اگر پیش کئے جائیں تو ان کے لیے کیا ضروری اقدامات کئے جائیں ۔ اور بھی کوئی مثبت تجویز جو ہو . . .

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! یہ ایک مثبت تجویز آئی ہے میرا خیال ہے کہ دونوں کو غور کرنا چاہیئے ۔ اگر صرف اتنی

مہربانی کر دیں وزیر خزانہ صاحب کہ اس کے متعلق اتنی سی وضاحت فرما دیں کہ کتنے عرصے کے اندر یہ ہو سکے گا تو یہ زیادہ اطمینان کا باعث ہو گا۔ اتنے تک اس قرار داد کو ملتوی رکھا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین : سومرو صاحب آپ بولنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, the resolution of the Senate is always of a recommendatory nature. The Senate has every right to recommend to the Government and draw their attention to something which is in national interest. By the resolution of Maulana Kausar Niazi Senator Sir, the Sebate wants to express its opinion of the desirability of bringing the Budget before the Senate is the one House where all the provinces are equally represented and the Budget plays a very important part in the development of the various parts of the province. I would respectfully submit Sir, that in fact by this resolution, being allowed to be debated in this House the views of this Senate which are very important for the Government could be put before the Government and then of course if a private Member brings a Bill, we know what is going to be the fate of that Bill as far as time is concerned. Whereas if Government feels that the recommendation of the Senate is correct and should be implemented, the government can then bring a Bill in either of the Houses which could be sponsored and passed with the utmost speed the Government desires. Therefore, there is nothing to prevent the Senate from considering this resolution of Maulana Kausar Niazi and expressing its views on it. Thank you, Sir.

Mr. Chairman : I think, what the Finance Minister has suggested that requires consideration. I think it is a positive constructive suggestion but it is upto the mover of the motion as well as the mover of the amendments and for that matter other members of the House whether they would accept this, then we can proceed further. There is one ambiguity, I think the point which has been raised by Qazi Abdul Latif Sahib is whether there is any time limit that you would say (Interruption)

میاں محمد یسین خان وٹو : نہیں جناب والا ! time limit ہم کوئی تجویز نہیں کر رہے۔ لیکن مناسب وقت میں انشاء اللہ کوشش کریں گے ۔ لیکن فی الحال کوئی وقت مقرر کرنا ذرا مشکل ہے ۔

Mr. Chairman : But still I think some idea of, . . .

(Interruption)

میاں محمد یسین خان وٹو : مناسب وقت کا اس وقت میں عرض کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ اس وقت کہنا مناسب نہیں ہے ۔

Mr. Chairman : Within a reasonable time which becomes a justiciable issue.

مولانا کوثر نیازی صاحب یہ آپ کا حق ہے ۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! میں اس تجویز کا خیر مقدم کرتا ہوں البتہ یہ وضاحت میں میاں صاحب سے ضرور چاہوں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ استدعا کریں گے وزیر اعظم صاحب سے استدعا کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ منظور ہو گی ۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا ! انشاء اللہ وہ منظور ہو جائے گی ۔

مولانا کوثر نیازی : کیوں نہیں یہ فرماتے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے، آج پارلیمانی پارٹی میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ایسا ہو گا ۔ بہر حال استدعا کی تو کوئی اہمیت نہیں ہے تو وہ یہ گارنٹی دیں کہ اس طرح کی کمیٹی لازمی بنائی جائے گی ۔ یہ نہیں کہ وہ

استدعا کریں اور استدعا reject ہو جائے - اور کہیں کہ جناب میں نے تو استدعا کی تھی وہ منظور نہیں ہوئی -

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ میری یہ استدعا reject نہیں ہو گی اور انشاءاللہ وزیر اعظم صاحب یہ کمیٹی مقرر فرمائیں گے -

مولانا کوثر نیازی : اور دوسری گزارش میری پھر وہی ہو گی کہ reasonable ٹائم از راہ کرم واقعی reasonable ہو -

میاں محمد یٰسین خان وٹو : اس میں قومی اسمبلی کو بھی اعتماد میں لینا ہے اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں .....

مولانا کوثر نیازی : ہمیں ان مشکلات کا احساس ہے - ہم چاہتے ہیں کہ حکومت سے اس معاملے میں تعاون کریں تاکہ مسئلہ حل ہو، نہ کہ ہم اس کو الجھانا چاہتے ہیں -

جناب چیئرمین : جناب پروفیسر خورشید صاحب -

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! میں بھی جناب وزیر خزانہ کی اس تجویز کا خیر مقدم کرتا ہوں اور یہی ہمارا مقصد بھی تھا کہ اس مسئلے پر غور کیجئے، مل کر سوچ بچار کیجئے اور کوئی راستہ نکالیے - شروع سے ہم یہ بات کہہ رہے ہیں کہ دو ایوانوں کے درمیان کوئی تنازعہ نہیں ہے اور نہ ہم اس کو اس تناظر میں لینا چاہتے ہیں - تو میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں- البتہ یہ ضروری ہے کہ جس طرح بہت سارے وعدے اس سے پہلے ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ جن وعدوں میں وقت کا تعین تھا وہ بھی ایفا کے مراحل

[Prof. Khurshid Ahmed]

داخل نہ ہو سکے اس کا بھی وہی حشر نہ ہو۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ جو وعدہ وہ کر رہے ہیں انشاءاللہ وہ اس کے لیے کوشش کریں گے کہ فی الحقیقت reasonable ٹائم میں اس طرف پیش رفت ہو سکے۔

جناب چیئرمین: یہ معاملہ نہ ہو کہ:

ع تیرے وعدے پر جئے ہم تو اے جان جھوٹ جانا

میاں محمد یاسین خان وٹو: ابھی تو جناب وعدے کی ابتدا ہو رہی ہے۔ وہ شعر بعد میں آئے گا۔

مولانا کوثر نیازی: ایک اور گزارش میاں صاحب سے یہ ہے۔ وہ وقت تو نہیں بتا سکتے کہ کتنی مدت میں رپورٹ ان کے سامنے پیش ہو گی اور اس پر عمل ہو گا۔ اتنا تو بتا سکتے ہیں کہ کمیٹی کب تک بن جائے گی۔ از راہِ کرم اسے تو وہ define کر دیں۔

میاں محمد یاسین خان وٹو: جناب والا! اس میں وقت کا تعین تو میں نہیں کر سکتا البتہ ہم اس میں غیر ضروری دیر نہیں ہونے دیں گے۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کی تشکیل میں۔ یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد یاسین خان وٹو: اس میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کمیٹی کی تشکیل میں غیر ضروری دیر نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کمیٹی کی تشکیل جلدی ہو

میاں محمد یاسین خان وٹو : جی ہاں ۔ غیر ضروری دیر نہ کریں گے جناب ۔

مولانا کوثر نیازی : میں قائد ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ intervene کریں اور یہ assurance دیں کہ اسی مہینے کے اندر اندر کمیٹی بن جائے گی ۔

جناب چیئرمین : جناب محمد علی خان صاحب ۔

جناب محمد علی خان : جناب والا ! جہاں تک وقت کا تعلق ہے اس کا تعین کرنا ہمارے لیے ممکن اس واسطے نہیں ہے کہ یہ بات وزیر اعظم صاحب کے گوش گزار کی جائے گی ۔ اور وہ فیصلہ اس بارے میں کریں گے ۔ البتہ اتنی assurance میں ہاؤس کو دے سکتا ہوں کہ یقیناً یہ کمیٹی بنائی جائے گی اور انشاءاللہ اس کی رپورٹ آپ کے سامنے آئے گی ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : اسی مہینے بنائی جائے گی ؟

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا ! وزیر اعظم صاحب سے استدعا ہو گی وہ اس پر غور کریں گے کہ کون کون سے ممبر صاحبان نیشنل اسمبلی سے ہوں کون کون حضرات سینیٹ سے ہوں پھر ٹرمز آف ریفرنس اور پھر اس چیز کے بارے میں بھی اچھے طریقے سے سوچ کر فیصلہ کرنا ہو گا ۔ اب اتنا زیادہ پریشر اس چیز پر ڈالنا مناسب نہ ہو گا میں آپ کو ایک تو یہ یقین دلاتا ہوں کہ غیر ضروری دیر نہیں کریں گے ۔ دوسرا یقین یہ دلاتا ہوں کہ کمیٹی ضرور مقرر کی جائے گی تیسرا یقین دلاتا ہوں کہ دونوں ایوانوں کی کمیٹی ہو گی اور پھر مناسب وقت پر رپورٹ بھی آ جائے گی

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ کافی ہے۔

جناب جاوید جبار : جناب والا! ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اس کا نتیجہ بھی کہیں وہی نہ ہو۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا!

جناب چیئرمین : مولانا صاحب آپ یہ موشن واپس لیتے ہیں؟

مولانا کوثر نیازی : میں ریزولیوشن کو withdraw نہیں کرتا وہ پینڈنگ ہے۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! میں استدعا کروں گا کہ اس کو withdraw فرمالیں یا پھر ایوان کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ اس کا فیصلہ ہو جائے۔

Mr. Chairman : Then it will have to be rejected

مولانا کوثر نیازی : اگر شرط یہی ہے کہ میں withdraw کروں، تب اس پر غور ہو گا تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : یہ شرط نہیں ہے۔ میری اس تجویز کے بعد اگر آپ واپس فرما لیں تو اچھی بات ہے اگر نہ کریں تو پھر اسے ہاؤس کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ اسے پینڈنگ رکھنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مولانا کوثر نیازی : نہیں جناب والا! پھر ٹھیک ہے۔ "میں اسی تنخواہ پر کام کروں گا"

جناب چیئرمین : تو یہ چونکہ ہاؤس کا اختیار ہے کیا آپ مولانا صاحب کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ ریزولیوشن withdraw کریں۔

I will put, the question,if this is the sense of the House then we would allow Maulana Sanib to withdraw the resolution.

(The House permitted the withdrawal of the resolution.)

Mr. Chairman : Right. Resolution withdrawn.

آگے چلیئے۔

قاضی عبداللطیف : ہم وزیر خزانہ کے مشکور تو ضرور ہیں ۔ لیکن اتنی بات ہے ۔

ع کھائے ہیں دل نے اتنے فریب اعتبار کے
اب اعتبار وعدۂ فردا نہیں رہا

Mr. Anmed Mian Soomro : Point of order Sir. At present we find that in a week we are working two days for Government business and one day for Private Members business. May I through you Sir, request the Minister for Justice and Parliamentary Affairs who is here in the House for God's sake allow us to pass our Rules of Procedure what is there hampering you in allowing this House which has worked . . . . *(interruption)*.

Mr. Chairman : I think, you were not in the House at that time, we had discussed it earliear, I have talked personally to the Justice Minister and he is being good enough to consider ways and means of how this can

be done but I think the sense of the House that I conveyed to him was and which was in fact expressed by the House itself that before this session ends we should finish the Rules of Procedure also.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Thank you, Sir.

Mr. Chairman : So *Insha Allah*, we will be acting on that. Shall we take up the next resolution or do you think we call it a day.

Mr. Javed Jabbar : I think, it is a matter of substantive importance.

Mr. Chairman : Right.

Mr. Javed Jabbar : We are only given one Private Members Day per week as you know and the Leader of the House should kindly cooperate. We turn up for his business and I would request him to. . . . .

Mr. Chairman : Mr. Javed Jabbar to move his resolution at Serial No. 8.

RESOLUTION; *RE* : ABOLISHING NATIONAL PRESS TRUST.

Mr. Javed Jabbar : Thank you Mr. Chairman. I move the resolution that:

"This House is of the opinion that the National Press Trust be abolished".

Mr. Chairman : The resolution moved is :

"This House is of the opinion that the National Press Trust be abolished."

Mr. Wasim Sajjad : Opposed, Sir.

Mr. Chairman : Opposed. Right.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, the purpose of moving this particular resolution I would like to assure my friends on the other side is not distructive but constructive even though it may look as if the abolition of an entire institution has a negative purpose to it. The real aim of this resolution is restorative rather than punitive because it seeks to restore press freedom in the sense that we understand it today. When I say we, I refer not only to Members of Parliament who may share my opinion but to also the working journalists of this country who from the very inception of the National Press Trust, through their duly constituted and representative body - Pakistan Federal Union of Journalists - have consistently opposed the establishment of the National Press Trust and its continuation.

Sir, I would like to recall for the record that the birth of this most unfortunate institution took place on April the 18th,1964 - almost 24 years ago, and by a curious coincidence, as the record will show, that particular date can be described as a black day because the April 18th, 1959 marked also the take over of five newspapers belonging to the Progressive Publications Limited in Lahore. Perhaps by some grand, devious and cruel design the power structures of Pakistan decided to act on that particular day because when that take-over took place in 1959 it marked the first formal attempt by the Government and the State of Pakistan to enter into a process of take-over that should really be treated as a sacred right of the people of any country. The take over of the Pakistan Times, Imroze and *Lail-o-Nahar* marked to back drop against which the National Press Trust was created five years later.

Sir, ven before the creation of the National Press Trust one other dark deed took place which in a way accelerated the formation of the National Press Trust. This was the black law - the Press and Publications Ordinance - which was originally promulgated in 1960 and subsequently on the introduction of Basic Democracy system Provincial Ordinances were felt to be necessary and accordingly the West Pakistan PPO & the East Pakistan PPO were introduced in 1963. Therefore, Sir, the NPT was created against a background in which all the repressive laws dating to as far back as *1928* and upto the promulgation of the PPO in 1963 were all encompassed in this PPO. Then it was felt necessary by the power structure at that time to further strengthen the hold over what

[Mr. Javed Jabbar]

we enjoyed as a free press. The very nature of the creation of the National Press Trust, Sir, was the reflection of the controlled democracy that existed in the 1960s because, as the record will show, out of the 39 funders of this Trust, 25 of them came from the so-called 22 families with the Dawoods, the Dadas and the Saigols, each being represented upto the extent of five seats on the original Board of Trustees and Settlers. Overnight at one stroke, Sir, the National Press Trust became the owner of as many as 12 newspapers - the 'Morning News', published from Karachi, and Dhaka, 'Pakistan Dhaneke', published from the then East Pakistan, Imroze, *Masshriq*, Sports Times, *Akhbar-e-Khwateen* and later on another paper '*Anjam*' from Karachi, was also merged into *Masshriq*. The position, therefore, Sir, as of today even now after that takeover of 12 newspapers is that NPT has three subsidiaries - the PPL in Lahore in which the NPT owns as much as 74% of the shares, National Publications in Karachi, which publishes Morning News, where the NPT owns over 60% and *Mashriq* which is entirely 100% controlled by the National Press Trust.

When we look back at this large scale take-over long before take-overs became fashionable under the Government in the early 1970s, we see that newspapers generating a turn over and the assets of over Rs. 10 crores were at one stroke taken over by an elitist class for the paltry, mocking sum of Rs. 50 lakhs. It is also clear that in the creation of the National Press Trust the Government assisted actively the so-called 22 families and these settlers - the guardians of press development in the country, to actually make the NPT more effective. Loans were provided by the National Bank of Pakistan to this newly created Trust. A prime property at I.I. Chundrigar Road, Karachi, which was then under-valued at 12 lakhs, which is again a mockery, was handed over to the National Press Trust and sad to say in February, 1962, even when a democratic Government took over through Martial Law, MLO 53 was promulgated by which the power to appoint the Chairman of the National Press Trust was taken away from the original settlers and trustees and given specifically to the Government of Pakistan. Therefore, Sir, it is clear that in the nature of the creation of the National Press Trust, in its subsequent growth and metamorphosis through 1968 when the Press Trust was given this property and these bank loans and upto 1983, when it is estimated that from that property alone they are making a profit of as much as Rs. 2 million net, the National Press Trust and the Government have been one and the same. I say this because

there may be an attempt made to suggest that the NPT is an autonomous or a semi-autonomous identity. This is not so. The NPT reflects the soul and the substance of all the power of a Government whichever that Government may be.

The declared aim of the National Press Trust according to its document, Sir, is :

> "To publish newspapers with a truly objective outlook and devoted to the cause of national progress and solidarity".

Now, Sir, first of all the use of the word 'objective' much as one would desire objectivity, one knows that this is an absolutely futile aim. There is no such thing as objectivity and as the record will demonstrate that is one of the least of the things that the NPT press has managed to achieve. In 1970, perhaps as an afterthought, the words 'the propagation of the Islamic Ideology of Pakistan' were added as part of the original charter of the National Press Trust. Compare this - what they have written on paper to the actual practice of the newspapers of the National Press Trust. From the beginning in 1964 upto 1988 - 24 years, I guarantee you that every single issue and every signle newspaper controlled and operated by the National Press Trust will demonstrate an unquestioning subservience and servile support to all policies of the Government of Pakistan - whichever the Government was at that time. You can measure this by the column, inches of space, that are devoted to the pronouncements of Government, to the content within those column inches of space, to the manner in which dissenting viewpoints are presented in NPT controlled newspapers, the manner in which any thing that is said by leaders of the Opposition within Parliament or outside Parliament are presented. They are presented in such a way that they cannot hope to communicate to the readership of the press the true objectives of what they want to communicate. So, Sir, whether it was President Ayub Khan, whether is was General Yahya Khan, whether it was Mr. Z.A. Bhutto or whether it is Genral Zia-ul-Haq, alas! the papers controlled by the National Press Trust reflect a total endorsement of the policies; and the change over becomes almost traumatic when you turn from the issues of the same papers two days before a take-over or a change in Government to two days later and one wonders whether these are the same papers and what happens to that original charter to publish newspapers with a truly objective outlook and devoted to the cause of national progress and solidarity.

[Mr. Javed Jabbar]

As a reflection of what the people of Pakistan think of this kind of dichotomy between preaching and practice. I recall for you the instance in January, 1969, when an enraged crowd of people in Dhaka burnt the offices of two papers of the National Press Trust, It took them quite a few days to recover. I do not condone violence, I condemn violence but I think, in a way it was a reflection of the sense of rage and frustration which the people of Pakistan feel when day in and day out they have to pick up newspapers which not because of the staff that operates the newspapers, not because even of the management that runs a newspaper but because of the nature of ownership of those newspapers makes a mockery of truth and public opinion.

What Mr. Chairman, is the result of these 24 years of Governmental control through the National Press Trust of these once splendid publications? What is the result? No. 1:- Consistently low circulation. To compare the circulation of National Press Trust newspapers to all other newspapers of the country which are privately owned. I will beg to be corrected on this. but from my years of experience in the communications field, where I ask all publications to reveal their circulation data. It has now become unfortunately a practice that even papers with high circulation do not print their actual figures on the mast head and I think this is a basic contradiction in a medium that is supposed to project the truth and I wish they did but for some reasons they do not. Alas, one finds that the papers of the National Press Trust command some of the lowest circulation levels in this country. Another consequence when one meets the staff of these newspapers and compares them, their sense of motivation and morale to the staff's motivation and morale of an independently owned publications you find a distinct difference. You also find Sir, the question of credibility.

Pakistan Television may like to quote National Press Trust Newspapers in its Friday morning bulletin *ad nauseam* but that *is* not going to improve their credibility. The people of Pakistan know which newspapers are credible and one may ever be fully satisfied with the independent Press. I believe that there is tremendous scope for improvement in the national press just as there is a scope for improvement in other sectors of activity but the contrast between the credibility of State owned newspapers and privately owned newspapers is as visible as privately run industry and inefficiently conducted State sector industry that is the difference.

In contrast, Mr. Chairman. the irony is that despite low circulation the President of the PFUJ has estimated that the NPT papers take up as much as half of the total advertising revenue or advertising value placed by Government controlled departments. Now, at this moment I do not have access to the data and data as you know is not easy to produce in such cases but I would like to be illuminated as to the comparative basis for circulation and actual placement of the Government controlled advertising which illustrates the the other role the other Institution plays with the Press Information Department. Alongwith other Institutions Mr. Chairman, such as the Pakistan Television Corporation, Pakistan Broadcasting Corporation which give the Government total monopoly on two vital media backed by laws like the PPO and enforced by the Press Information Department which checks whether you can place and add in 'Kohistan Daily' or in 'Leader Daily' and prevents the independent professional judgement from being exercised. This constitutes a strangle-hold on thelife line of the country's people. Now this strangh hold, mind you, is very intelligently used. It is not always that the people are being suffocated, the Press advice system has been discontinued; fine, but *defecto* the sheer existence of this structure of potential repression inhibts the growth of a truly free press. It illustrates the reasons why working Journalist, for example, have never received the kind of wage benefits, the kind of professional support that they rightly deserve. Time and again you look at the records, if one can disagree with the leadership of the Pakistan Federal Union of Journalists call them 'Leftist' 'rightist' whoever you might like to brand them, the facts illustrate that the working conditions of Journalists, their pay scales and other facilities are a direct consequence of this attempt by the State and Government to play a predominant role. And when you look back at the NPT's information the irony is tremendous. The irony was that these capitalists, these efficiency oriented managers of free enterprise, the various entrepreneurs of Pakistan's Industry would actually improve the quality of the Press and there is this theory that in Pakistan working Journalists can not make newspapers successful and three examples are quoted that wherever working Journalists or Journalists themselves decide to run something they may make a mess of it, but equally Sir, the irony is that the so-called efficient managers of private industry also made a mess not only of the Press Trust, they managed to hand it over to the Government without a squeal and have allowed the Press Trust to maintain an overwhelming presence in the Press and the media sector of activity.

[Mr. Javed Jabbar]

Sir, when one states "the National Press Trust should be abolished", what is one suggesting? One is not suggesting that at one stroke there should be a vaccum, One is suggesting that under the Government's own declared policy of de-regulation and dis-investment, the National Press Trust constitutes a prime case for dis-investment. If the Government is willing to dis-invest from Industry and is going on re-assuring the private sector why does it not take the risk and the courage in its hands to allow the Press to be operated by professional specialists in partnership with people who have capital. I am not suggesting that working Journalists alone will make it efficient and productive but under the system that is very well used in other countries of the world and ensuring that there is no monopoly enforced as a result of giving only one group the license to print two other papers. Sir, Government can invite applications from new or old companies in which professional working Journalists and people with capital can strike a healthy balance and re-assure the people that they have the competence and the proven record of integrity to do justice to the private ownership of newspapers and this Sir, can be done on an open basis. I am not suggesting that the Ministry of Information should invite tenders and open them in the darkness of some respected Secretary or Joint Secretary's room or the Ministers' room. It should be a public process. Let every one participate and just as the people have the right to subscribe to stocks and shares, let the people themselves buy the shares and let them help invigorate the development of these newspapers.

Sir, I would conclude my submissions by stating that the National Press Trust today is a redundant and outdated concept. For the purposes of a dictatorial or an authoritarian regime of the 1970's that may have served the purpose and indeed it is embarrassing to read the history of the Press at that time and note the names of certain individuals who were associated with the promulgation of the Press and Publication Ordinance with the formation of the Press Trust. I suggest to you that those times have changed. If the Press Trust served a purpose in 1964, it served no purpose in 1988 and that the demands of the public, the fundamental rights enshrined in the Constitution require that this Press Trust be dissolved and be replaced by a rational and practical method of ownership and free speech. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Considering the importance of the subject I do not think it would be possible to finish this debate today. So I would suggest that we call it a day and adjourn the sitting and take up this resolution subsequently. The meeting is adjourned to meet on Tuesday, which would be 19th January, 1988 at 6.00 P.M.

[The House adjourned to meet again at six of the clock, on Tuesady, the 19th January, 1988]